ئینہ سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا

انہ پیسہ اخبار کے سلسلہ تذکرۃ المشاہیر میں سے

آئینہ سکندری

(یعنی)

سکندر اعظم

یونان کے مشہور بادشاہ اور عالمگیر فاتح کی سوانح عمری

جو کارپردازان کارخانہ پیسہ اخبار نے تیار کی

اور ۱۸۹۶ء میں

(بار چہارم)

مادم التعلیم پنجاب لاہور میں منشی محبوب عالم صاحب مالک مطبع کے اہتمام سے چھپی

غیر مجلد ۱۰۵۰ ———— قیمت مجلد ۱۰ر

کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی فہرست کتب میں سے

مشہور لوگوں کی سوانح عمریاں

[illegible]

حیات فردوسی: یعنی حکیم ابوالقاسم کی
سوانح عمری: اسکی شاعری کے حالات اور نامی
شعرا سے مقابلہ جسکو جناب حیرت دہلوی نے بڑی
تحقیقات اور محنت سے تصنیف کیا ہے [illegible]

بنجمن فرینکلن: امریکہ کے مشہور فلاسفر مدبر
اخبار نویس کی سوانح عمری اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی
انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اس عالی حوصلہ
اور بلند ہمت شخص نے نہایت گمنامی اور افلاس سے
صرف اپنی کوشش اور لیاقت سے نکل کر دنیا میں اعلیٰ درجہ
کی شہرت اور عزت حاصل کی کوئی دنیادار ممکن نہیں
کہ اس بیش قیمت کتاب کو دلچسپی سے نہ پڑھے بشرطیکہ
اسے اسکے مضامین کا حال معلوم ہو۔ یورپ اور امریکہ
میں لاکھوں اشخاص صرف اس کتاب کی بدولت
کامیاب ہوگئے ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

مصنفان اسلام: جسمیں ابن حنیفہ مصنف
ہدایہ کا نہایت عمدہ سیر [illegible] مصنفان اسلام
کے حالات مختصر [illegible] ۔ ۔ [illegible]

نپولین بوناپارٹ: فرانس کے عظیم الشان
بلند نصیب کے جنگجو سپاہی بادشاہ کی
سوانح عمری۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

**سیزدہ سالہ حکومت سلطان عبدالحمید خان
ثانی شہنشاہ روم:** یہ کتاب انگلستان کی
ایک مشہور لیڈی نے قسطنطنیہ میں [illegible] اپنی ذاتی
تجربہ کی بناء پر سلطان المعظم کی سیزدہ سالہ حکومت کے
متعلق لکھی ہے جسمیں کمال خوبی کیساتھ حضرت سلطان
کی قابلیت اور اس ملکی کی پیچیدہ مسئلہ کو عمدگی سے سلجھانے
کے حالات درج ہیں اسکا اردو ترجمہ معہ بہت سے
حواشی کے چھاپا گیا ہے اور علاوہ اسکے ۳۰ پورے
صفحہ کی تصاویر معہ ایک نقشہ ترکی کے لگائی گئی
ہیں اب [illegible] میں یہ بار سوم چھاپی گئی ہے
قیمت مجلد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ [illegible]

سوانح عمری جناب [illegible]: پیشوائے
تہذیب و بانی بزم [illegible]
[illegible] کی
زندگی کے [illegible] حالات ایسے ہیں کہ
[illegible] ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نتائج
[illegible]
واقعی [illegible] تھا۔
قیمت مجلد معہ تصویر [illegible]

ذکر محمود [illegible] حضرت [illegible]

شبیہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ



دیباچہ

قصص الاولین مواعظ الآخرین

جس قدر مشاہیر اکابر کے تذکرات اور سوانح عمریوں سے ہمارے ملکی زبانوں کے کتب خانے معرا ہیں اسیقدر انکی تعلیم اہل ملک کے لیے لابدی تسلیم کی گئی ہے یورپ تو ہر ملک میں تذکرات المشاہیر بڑے قدر کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل ہوتے ہیں لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہیں نہیں - مدت سے آرزو تھی کہ عہد عتیق و جدید کے ان بزرگواروں کی عمروں کے حالات جو اپنے آپکو

اُن سے حق طلب سمجھے جانے کے قابل ثابت کر گئے ہین مگر اتر کر نہایت مختصر اپیرا
یہ مین بحسب کئے جاوین تو زیادہ مفید ہون لیکن چند ہی غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ
نکالا کہ بالکل مختصر حالات حوالہ قلم کرنے بہت سے زیادہ مفید سوشل مارل اور پ
لیٹکل باتین قلم انداز کرنی پڑینگی کہ جنکا درج کرنا بہت ضروری ہوگا۔ ایسا
مناسب سمجھا کہ اکابر و مشاہیر قدیم و جدید مین سے باری باری ایک ایک کا حال
علیحدہ رسالون کی صورت مین ایسے انداز سے قلمبند کرنا چاہیے کہ نہ تو مضمون فضول
کتاب کو طول بنا دیا جاوے کہ فہم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہوجاوے اور نہ
موجز ہستے دینا چاہیے کہ جو غرض اُس سے مدنظر رکھی گئی ہے مفقود ہوجاوے چنا
نچہ اسکا شروع اس سلسلہ کا حضرت گردون بارگاہ ثریا جاہ کشور قیصر ہند
کے تذکرے کیا گیا ہے۔ کیونکہ تقریب حضرت علیا کی جوبلی کے اسکا لکھا جانا مناسب
مستحسن تھا اسکے بعد اب یہ سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کا سوانح عمری قلمبند کرکے شائع کیا جاتا ہے
جو امید ہے کہ ملک مخصوص سوانح عمری کی طرح شوق اور قدر دانی سے کے ہاتھون
لیا جاویگا

اس سلسلہ مین مضامین و مطالب کی تحقیق میری ذاتی رائے اور سوانح کا حصہ
ہی صحت عبدت کے خصوصیت نظر رکھا گیا ہے۔ اس آئینہ سکندری ...
لو ایک معتبر کتابون کے مضامین مترجم اور ملخص کئے گئے ہین قصص ...
ہی چند جملے جینہ اقتباس کرکے ہی عبارت مین درج کئے گئے ہین جو قابل کر ...
ہین یقین ہے اگر شائقین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایت ... حال
حال رہی تو اس سلسلہ مین قریب سو عمدہ اکابر کے تذکرات شامل ہو جاوینگے

(محبوب عالم) مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور

تواریخ عالم میں عہد سکندری قابل یادگار ہے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم میں ایک بڑا قابل یادگار دور پیدا کر دیا ہے اسکے ذاتی چلن اخلاق اور طبیعت کے صحیح صحیح تجزیہ نکالنے میں کسی قدر مشکلات پیش آتی ہیں۔ لیکن ہم اسکی عمر کے بڑے بڑے واقعات اور نتائج کی تصدیق میں ہرگز شک نہیں لا سکتے اور اس امر کے ماننے میں بھی ہمیں مطلق تامل نہیں کہ نوع انسان پر ان غیر معمولی سوانحات نے کس قدر شجاعت اور ہمت کا مستقل اثر پیدا کر دیا۔ فارس کے عظیم الشان سلطنت کی ہزیمت جس نے یونان کے وجود کو مٹا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تھا۔ اور مقدونیہ والوں کی ملک گیر تلواریں جنکی آب کو دریائے ڈینیوب سے لیکر آبنائے ٹوارد ملکر دریائے نیل سیحون اور سندھ تک کی مملکت میں امان نہیں ملی تھی انکا ذکر زمانہ قدیم سے لیکر آج کے دن تک تاریخی واقعات میں بہت سربرآوردہ اور قابل تعجب و تعریف مانا جاتا ہے۔ علم تحقیقات کے میدان کو بھی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچھ کم وسعت نہیں ملی۔ یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی۔ اہل یورپ کے لئے ہندوستان کی جانب رستہ کھل جانے کے بعد تجارت کی ترقی۔ اور علوم طبعی اور جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی بھی نہیں سکندری کارناموں کی جانب پکار پکار کر توجہ دلا رہی ہیں اور اہل بصیرت کے دل پہ یہ واقعات اپنی ماہیت جتلا دینے میں جادو کا اثر کر رہی ہیں۔

شہنشاہ سکندر کی سوانح عمری کے صحیح صحیح ماخذ کونسے قرار دئے جا سکتے ہیں

مستند مورخ جیسے ہوالو [illegible] اور شجاع بادشاہوں کی فہرست میں ہمیں کسی ایسے بہادر صاحب اقتدار اور کشور کشا شہنشاہ کے نام پتہ

نہیں لگا سکتا جسکو شہنشاہ سکندر یونانی کے مقابلہ میں لایا جاوے جس بے نظیر
نسبت سے اس کی قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تھوڑے سے
زمانہ میں سر کر کے تواریخ میں ایک بے مثال (جسکی نظیر امید نہیں زمانہ استقبال
کبھی پیدا کر سکے) قایم کی ہے اسی نسبت سے یا اُس سے کسی قدر تیز رفتاری کر
اسکے عوض قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے تمام روے زمین پر شہرت
حاصل کی ہے جسکو نام کی شہرت صرف انہیں ممالک میں محدود نہیں جو اسکے
سمند بادرفتار نے روندے اور کہوندے ہیں۔ بلکہ موجودہ دنیا کے تمام شائستہ ممالک
میں اسی نام کے بقائے نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہے اور یقین ہے کہ ہمیشہ تک
رہیگا۔ گو اسکا کوئی کتبہ یا کوئی مورت بطور یادگار عالم میں باقی نہیں لیکن
ممکن نہیں نظر آتا کہ صفحہ ہستی سے نقش اسکے نام کا وہ نقش کالحجر جو نسلاً بعد نسلاً
بنی نوع انسان کے دل پر اترتا چلا آتا ہے محو کر سکے۔ حال البتہ اسکی حیات کے
کارنامے اور سرگذشت بعض ممالک میں بہت غلط اور مہمل سے رہ گئی ہیں۔ لیکن
ہمیں کچھ شک نہیں کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے ابھی ایسے مفقود نہیں ہو گئے
کہ انکا پتہ نہ مل سکے۔ ممالک یوروپ میں جو کتابیں پائی جاتی ہیں۔ انہیں درست
درست حالات موجود ہیں کیونکہ ان مورخوں کی کتابوں کی شہادت سے تیار
کی گئی ہیں جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے ہمعصر اور بہت سی مہمات میں
اسکے رفیق و شریک رہے ہیں گو کئی ایک نامور مورخوں اور سکندر کے دو رفیقوں نے
اپنے چشم دید حالات اسی عہد میں قلمبند کئے تھے لیکن افسوس ہے کہ انکی کتابیں گم
ہو گئیں اور اس وقت ہمارے پاس انمیں سے کسی کی بھی تحریر موجود نہیں مگر
حسن اتفاق سے دو اور مصنفوں کی کتابیں جنہوں نے کہ انکو پڑھا تھا موجود ہیں
انمیں سے ایک کا نام ایرین تھا جو سکندر سے چار سو سال بعد گذرا ہے اور
دوسرا کنٹس کرٹیس اس سے بھی ساٹھ سال بعد ہوا ہے۔ ان دونوں کے سوا
اور بہت مورخوں نے جس قدر اس عالی قدر بادشاہ کی تواریخ لکھی ہے

اسکے واقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخوں کے نوشتوں پر منطبق کئے ہیں لیکن
ایرین کے ماسوا ہم کسی کو بھی معتبر نہیں سمجھتے ایرین بھی ایشیا کے جغرافیے سے زیادہ
واقف نہیں تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں علم جغرافیہ پر لے درجے کا غیر مکمل تھا اور
ہمارا مورخ اس ہیچ بر اعظم کے مقامات کو بڑی صحت سے بیان نہیں کر سکا۔
ان مورخوں کے تذکرات و واقعات تمام بڑی بڑی باتوں میں متفق ہیں لیکن
ایرین کی تواریخ کے سوا باقی سب کے سب چھوٹے چھوٹے حالات میں سخت مختلف
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس رسالہ کو زیادہ تر اسی کی تاریخ کی مدد سے
تیار کرتے ہیں ✦

بعض ممالک ایشیا اور خاصکر ہندوستان میں اس شہریار نامدار کی سوانح عمری
صرف ایک فارسی نظم کی کتاب سے جس کا نام سکندر نامہ ہے منکشف ہوتی ہے
لیکن جو حالات اس کتاب میں درج ہیں وہ ان یونانی اور لاطینی کتب سے
جو اسی ملک میں یا اسکے گرد نواح میں لکھے گئے ہیں جس میں سکندر اعظم پیدا ہوا ہے
بڑے بڑے مختلف ہیں۔ بعض موقعوں پر انمیں زمین و آسمان کا فرق ہے جس سے ہم
یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مصنف سکندر نامہ کو صحیح حالات کتاب کے وقت نہیں ملسکے۔
کیونکہ ایک تو وہ بزرگ (مولانا نظامی گنجوی رح) سکندر سے قریبا ڈیڑھ ہزار سال
بعد ایک بڑے دور دراز ملک میں جس میں نہ تو صحیح تواریخ کہنے کا اسقدر
مذاق تھا اور نہ تہذیب ہی کو اوج تھا گذرا ہے۔ مصنف خود علم جغرافیہ و تواریخ میں
چنداں دخل نہیں رکھتا تھا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول علم واقعات
کے ذریعے کوئی معقول نہیں بیان کئے گئے۔ حکایات اور روایات کو تواریخ مانا گیا ہے
علاوہ اسکے مصنف علیہ الرحمۃ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر رغبت گوئی شاعرانہ
اور صنعت نظم و قافیہ ردیف کا خیال تھا۔ اور مقصود فقط یہ تھا کہ شعر مقبولیت
حاصل کریں۔ اصل مطلب کی صحت نظر انداز کیگئی تھی۔ جیسے کہ ایک
عربی مقولہ ہے "احسن الشعر اکذبہ" چنانچہ مولوی نظامی صاحب

جو سکندرنامہ مین جہان جملہ داستان سکندر بطریق ایجاز و اختصار بیان کرتے ہین
یہ بیت لکہتے ہین جس سے ہماری مطلب کی اور بہی تائید ہوتی ہے ؎

دگر راست خواہی سخنہا گراست	نشاید در آرایش نظم خواست

پہر آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل مین فرماتے ہین ؎

جو نظم گزارش بود راہ گیر	غلط کردن رہ بود ناگزیر
مرا کار من با نغز کاریست	ہمہ کار من خود غلط کاریست

چونکہ تحریر کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اظہار شاعری اور لیاقت اپنی
کا ہو اور دانستہ صحت مطالب تاریخی کے جانب نظر اغماض سے دیکھے تو کسطرح
امید ہو سکتی ہے کہ واقعات تاریخی صحیح ہیں غرض ہمارے خیال مین مصنف
سکندرنامہ نے جو شہنشاہ سکندر کی تاریخ لکھی ہے وہ صحیح نہین تاہم اسمین
ہم مصنف پر یہ اتہام نہین باندہتے کہ اُس نے دانستہ جہوٹ لکہا ہے۔ نہین بلکہ اِس
بزرگ نے براہ سہل انگاری سچ اور جہوٹ سے تمیز نہین کی۔ اور جو قصے لوگون سے
سنے بلا تامل مندرج کر دئے کیونکہ اسکی غایت اس تصنیف سے محض اظہار شاعری
تہی نہ صحیح وقایع نگاری۔ اسکے علاوہ بعض ایسے حالات بہی ہین جنکی صحت اور
غلطی مین موازنہ کرنے کا اُس زمانہ مین شاید خود اونکو موقع نہ ہوگا۔ کیونکہ سکندر کو اپنے
زمانہ کے اسلام کا پیغمبر سمجہنا۔ اسکا مکہ معظمہ کی زیارت کرنا اور آب حیوان کی تلاش
مین ظلمات کو جانا سب ایسے واقعات ہین کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان کو خواہ
مخواہ سکندر جیسے جلیل القدر بے تعصب بادشاہ پر اعتبار ہو سکتا ہے ورنہ
صورت واقعہ مین یہ باتین درست نہین۔ سکندر ایک بُت پرست بادشاہ ایسے

مسلمانون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر بت پرست بادشاہ نہین تہا بلکہ اپنے عہد کا دیندار
اور نبی بہی تہا لیکن مسلمان یہ بہی مانتے ہین کہ سکندر دو تہے۔ ایک سکندر ذوالقرنین رومی۔ اور دوسرا سکندر
[illegible]۔ ہمارے خیال مین سکندر اعظم یونانی تو یہی ہے۔ جسکے حالات ہم لکہ رہے ہین وہ ہرگز
مسلمان نہین تہا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے۔ لیکن ہمین سکندر ذوالقرنین کا
حال معلوم نہین شاید وہ دوسرا ہوگا اور اسی کا اشارہ اہل اسلام کی کتابون مین ہوگا۔

زمانہ سے ہزارہا سال بیشتر گذشت ہے جبکہ کہ کسی سیاحت کا رواج پیدا ہوا - آج کوئی بتلا
نہین سکتا کہ جہان کا پایان کدہر ہے - آب حیوان کا چشمہ کہان ہے -
اور ظلمات کس طرف ہے - یہ سب فرضی اور خیالی داستانین ہین - ہمنے جہانتک
تحقیق کیا ہے دین اسلام مین آبحیات کی مؤید کوئی حدیث یا نص نہین پائی جاتی
سکندرنامہ کے مطابق سکندر کا عرب روس چین زنگبار وغیرہ ممالک مین جانا اور
انہین فتح کرنا ہمین ثابت نہین ہوتا - ہماری خیال مین یہ سب فرضی داستانین گہڑی
گئی ہین

یونانی تواریخون کے زیادہ تر صحیح ہونیکا یہی سبب سمجہا گیا ہے کہ وہ سکندر کے
ہموطن مورخون نے لکہی ہین - اور سوا اسکے عہد سکندری تک یونان مین وہ عہد
سمجہا گیا ہے جبکہ شائستگی اور ترقی معراج پر تہین - تاریخ نویسی کا مذاق
زورون پر تہا - تاریخ کو تاریخ سمجہا جاتا تہا - کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گذر گیا تہا
جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانون اور فرضی قصون سے زیادہ وقعت نہین دی
جاتی تہی - تواریخ کے قدردان اور لائق مورخ پیدا ہو گئے تہے وہ بخوبی جانتے تہے
کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جبکہ یہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصون سے
مل جائینگے اور سچ کو جہوٹ سے تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا - چنانچہ دیگر ممالک
مشرقی اور ملک ہند کی طرح انکی ہان تاریخ نظم مین نہین لکہی جاتی تہی - بلکہ وہ لوگ
سمجہتے تہے کہ واقعات تواریخی اور سرگذشت حیات عظیم کو بزبان سلیس نثر مین قلمبند
کرنا مستحسن ہے - گو یونان مین اس زمانہ مین شعر اور سخن کا بہی بڑا رواج تہا
لیکن پہر بہی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجہا جاتا تہا کہ اُسی نثر مین ادا کرنا بہتر
جانتے تہے -

روبرٹسن صاحب اپنی کتاب وقائع سکندر اعظم مین لکہتے ہین کہ ایک
اور دلیل یورپین مورخون کے صحت بیان کی یہ ہے کہ مہمات سکندر کے بعد
زمانہ حال مین جو سیاح اس رستہ سے گذرے مین جدہر سے کہ سکندر کشور کشائی

کیا چلا آیا تہا ان کا بیان مورخوں کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے ◆

سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب اور تعلیم و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تہا جو حضرت عیسیٰ سے ۳۵۶ سال پیشتر یا آج سے ۲۲۴۰ سال پیشتر ملک یونان میں تولد ہوا۔ اسکی والدہ اولمپس نامی نیوپطولیمس شاہ اپیرس کی دختر تہی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب اچیلز مشہور دلاور تک پہونچایا کرتا تہا۔

اگرچہ ہمیں سکندر کے حالات سے اسقدر آگاہی نہ ہو تو بہی ان حکیم النفس معلم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت دیتا دار کر سکتے ہیں۔ کیا عجب اتفاق تہا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسفر میسر ہو گیا تہا۔ یعنے جب سکندر کوئی ۱۳ برس کا ہوا تو اس کے باپ نے ارسطو کو اس کا اتالیق مقرر کیا۔ جس رتبہ کا شاگرد تہا اسی پایہ کا اسکو استاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو معتقد بنایا۔ اس استاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت علوم سے ماہر کر دیا اور اسکی حسن خدمت کے صلہ مین فیلقوس نے

۱ے بعض یونانی مورخوں نے علم افواہ کے لحاظ پر اسکو کسی دیوتا کا بیٹا لکھدیا ہے۔ جسکی حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین ملک یونان میں یہ رواج تہا کہ جکوئی مجہول النسب ہوتا اسکا باپ خاندانی نہو یا وہ خود بڑا بہادر اور دلاور ہو تو اسکو کسی دیوتا کا بیٹا تصور کرتے تہے۔ چنانچہ بڑا دلاور ہونے کی وجہ سے سکندر کو بہی کسی دیوتا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہین اور وہ خود بہی یہی ظاہر کرنا چاہتا تہا کہ میں آدمیوں سے کچھ عالی رتبہ رکہتا ہوں۔ اور دیوتاؤں کے زمرہ مین شامل ہوں بعض لوگ جو اسی دارا کیانی یا رشتہ دار تصور کرتے ہین یہ غلط ہے۔ ہان البتہ وہ دارا کا داماد بعد مین ہو گیا تہا۔ اس سے پہلے یونانیوں اور ایرانیوں مین کبہی رشتہ نہیں ہوا تہا

اسکے شہر کو جسکو پہلے ویران کر دیا تہا پہر از سر نو آباد کیا"۔

سکندر کی بعض بڑی بڑی تجویزین اس قسم کی ہین کہ انکو ایک غیر محدود اختیارات والے نوجوان کی طبع عالی کے وہم و خیال کے سوا کوئی پایہ نہین دیا جاسکتا۔ لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اسکو سیاست بدن مین بہی تعلیم دی تہی۔ اور اُسکے استعمال کے لیئے رموز سلطنت پر بہی ایک رسالہ لکہا ہے تو یقین ہوجاتا ہے کہ ان باتون مین بے شک کوئی مخفیہ حکمت مرکوز ہوتی ہوگی سکندر کی سوانح عمری مین بعض ایسے بڑے بڑے واقعات آتے ہین جنسے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرح کی بے اعتدالیون اور عین عالم شباب کے جوش خروش طبع کے درمیان ہی اسمین ایک سلیم اور مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تہی جوکہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلہ کرکے اس پر غالب آجاتی تہی۔ مگر ان عمر کی آخری ایام مین جب پے در پے فتوحات حاصل ہوتی گئین تو شراب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سرزد ہوئی جو اسکے نام پر ایک بدنما دہبہ ہین۔ ترقی تجارت کی حمایت مین بہی اسکی طبیعت نے وسیع جولانی دکہلائی اور زراعت کو بہی فراموش نہ کیا۔

افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تعلیم پر اکتفا نہ کیا بلکہ لقواجس کی چاپلوسی اور نوکرون چاکرون کی ناز برداریون اور تابعداریون نے اسکے دلپر ایک نیا مگر بُرا اثر پیدا کردیا جس سے کہ جذبات حیوانی کو بہی اسکی مزاج پر قدرے غلبہ حاصل ہوگیا۔ گو غیظ و غضب اور غرور و خودنمائی کی عادتین اوسکو والدین سے وراثت مین ملی تہین لیکن صحبت طالع نے اسپر صیقل دیدیا۔

مورخون نے سکندر کی مقبولیت کی بہت سی حکائتین لکہی ہین۔ یہہ حکائتین گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہین کرتین۔ لیکن مطالب تواریخی کی تکمیل کے نزدیک ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی بچپن کی صحیح تصویر کہینچنے کے لیئے انہین بہی رنگ آمیزی کے کام مین لایا جاوے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ وہ ہر نوع کی انسانی

لیاقتون اور حماقتون کا جامع تھا کشتی گیری کے سوا کیونکہ اس سے اسکو نفرت تھی) وہ ہر قسم کی ورزش کا شائق تھا - اسکی عمر کی مہمات اور سوانحات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا بے دہڑک اور جری تھا - اور شاید شجاعت اور دلیری مین دنیا مین کیتا گذرا ہوگا -

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی سوداگر ایک نادر گھوڑا ہیوفل فیلقوس کے پاس لایا اور پچیس ہزار روپیہ اسکی قیمت بتائی - بادشاہ سکندر اپنے سوارون کو ہمرلیکر گھوڑے کے امتحان کے واسطے میدان مین گیا - مگر اس نے کسی کو پاس نہ آنے دیا - فیلقوس اسکی سرکشی اور بد رکابی دیکھکر سوداگر پر بہت خفا ہوا اس وقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ افسوس کیا خوبصورت عمدہ گھوڑا بے تمیزی سے کہو دیتے ہین - فیلقوس اسکی بات خیال مین نہ لایا مگر جب بار بار اسکو یہی کہتے سنا تو مخاطب ہوکر کہنے لگا تو بڑون پر طعن کرتا ہے اور اپنے تئین انسے بہتر سمجھتا ہے - سکندر نے کہا بیشک اس گھوڑے کے قابو کرنے کی لیاقت انسے زیادہ رکھتا ہون - فیلقوس نے کہا اگر تجھسے اس گھوڑے پر نہ چڑہا گیا تو بتا کیا ہارےگا - جواب دیا گھوڑے کی قیمت - اس پر سب ہنس پڑے مگر باپ بیٹون مین یہ بات قرار پا گئی - سکندر نے جھپٹ کر گھوڑے کی لگام پر ہاتھ ڈالا اور اس کا مونھہ سورج کے سامنے کر دیا - اصل مین وہ گھوڑا اپنے سایہ سے ڈرتا تھا اور سکندر یہہ بات تاڑ گیا تھا - جبتک گھوڑے کا مزاج درست نہ ہوا اسکو دلاسا دیتا رہا - پھر یکایک چھلانگ مارکر اسکی پیٹھ پر جا بیٹھا - پہلے اسے قدم قدم چلایا اور جب اسکا ڈر بالکل ہٹ گیا تو ٹہوکا دیکر رویہ کیا - اور پھر سرپٹ ڈالدیا - اوس وقت فیلقوس اور ارکان دولت سکتے کے عالم مین کھڑے سوار کی خیر منا رہے تھے کہ اتنے مین سکندر گھوڑے کو پھیر کرلے آیا - سب نے بے اختیار تحسین و آفرین کی اور اسکی شہسواری کی داد دی - فیلقوس کی آنکھون مین خوشی سے آنسو بھر آئے - سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ بیٹا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو ۔ مقدونیہ کی ریاست تمہارے شان کے لائق نہین" ✦

ایک دفعہ جبکہ سکندر بارہ برس کا ہوگا کہ فیلقوس کسی مہم پر گیا اسکی غیبت مین شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ مین آئے ۔ سکندر اُنسے اسطرح پیش آیا اور ایسی معقول گفتگو زبان پر لایا ۔ کہ وہ حیران رہگئے ۔ اُنسے کوئی بات بچون کی سی نہ کی بلکہ یہہ دریافت کیا کہ فارس مین بڑے بڑے شہر کون سے ہین ۔ اور کتنے کتنے فاصلہ پر واقع ہین ۔ سڑکون کا کیا حال ہے ۔ اور بادشاہ کی خو کیسی ہے وہ اپنے دشمنون سے کسطرح پیش آتا ہے اور اوسکی قوت و شوکت کن چیزون پر منحصر ہے ✦

ایک مورخ لکھتا ہے کہ سکندر کی لڑکپن مین یہہ خواہش نہ تھی کہ اسکا باپ اسکے لئے ایک ایسی ریاست چھوڑ جائے جسمین صرف عیش و عشرت کے اسباب مہیا ہون اور آسودگی سے عمر بسر ہوجائے بلکہ اسکی ہمت عالی کا یہہ مقتضا تھا کہ خود بعمر کہ آرا ہو اور اپنے قوت بازو سے آپ جنگ و جدل کرکے جاہ و جلال حاصل کرے ۔ اپنے زور بازو سے ایک عالم کو قبضہ مین لائے اور اپنے شان و شکوہ کی بہار دیکھے اور دکھلائے ۔ اس واسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور کشورکشائی کا مژدہ پہنچتا تو افسردہ ہوکر اپنے یارون اور جلیسون سے یہ کہتا کہ اگر میرا باپ یون ہی ملک پر ملک فتح کرتا جائے گا تو ہمارے لئے کیا باقی رہے گا

سکندر کی سپاہگری کی تعلیم لڑکپن سے شروع تھی لیکن عملی جنگی تعلیم حاصل کرنے کا پہلا موقع اسکو جنگ کیرونیا مین ۳۳۸ سال قبل مسیح ملا تھا جبکہ اسکے باپ نے اہل ایتھنز اور اہل تھیبا کی متحدہ فوجون کو مع ان کے حامیون کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستون کو سلطنت مقدونیہ کا تابع کرلیا ✦

سکندر کی دلاوری اور فیلقوس کی شکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قریب جوار کے علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دارالخلافہ مین اپنی بجائے چھوڑ گیا۔ باپ کی غیبت مین سکندر سلطنت کا نظم و نسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا اور ایک قوم جو اسکے پیچھے باغی ہوگئی تھی اُسے مطیع کر لیا۔ پھر باپ کے ہمراہ جاکر یونانیون سے لڑا اور فتحیاب ہوا انہین باتون سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے۔ لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت مین اس سے ناخوش نہ ہوتا تھا۔ مگر آخرش باپ بیٹون مین اَن بَن ہوگئی۔ جسکی وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ فیلقوس نے پچھلی عمر مین ایک اور شادی کی۔ نکاح کے روز جب سب مہمان محفل رقص و سرود مین جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا دلہن کا چچا شراب کے نشہ مین بہکا اور اُٹھا اور حضار مجلس اور دعا کرو کہ خدا اس نوکتخدا کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے۔ یہہ سنکر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب کا پیالہ جو ہاتھ مین تھا اسکے موںہہ پر کھینچ مارا اور یہہ کہا کہ او مگر ا ہوا کیا تو مجھی حرامی بناتا ہے۔ فیلقوس کو بھری مجلس مین بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری اور نشہ شراب مین تلوار لیکر بیٹے کو مارنے اٹھا۔ مگر خیر گذری۔ کہ غصے کے جوش اور شراب کے نشہ مین لڑکھڑا کر گر پڑا۔ سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑہائی کی تیاریان کیسی کر رہا ہے تجھسی تو دو قدم چلا نہین جاتا۔ اور گر گر پڑتا ہے غرض سکندر اس طرح باپ سے آزردہ ہوکر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست مین چلا گیا اور وہان ماں کو ماموں کے ہان پہونچا دیا ✦

اسکے چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے رسم اتحاد رکھتا تھا اُسکے ہان مہمان آیا۔ فیلقوس نے اثنای گفتگو مین اُس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستون مین اتفاق کی کیا صورت ہے۔ اُس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گھر میں سلوک نہیں تو اوروں کا کیا حال پوچھتے ہیں۔ اس بات کا فیلقوس پر ایسا اثر ہوا کہ اُسنے دوست کی ہمراہ بیٹے کو مقدونیہ طلب کر لیا مگر کسی بات پر باہم شکر رنجی ہو گئی اور سکندر کی ان نے جو کینہ توز اور مغرور عورت تہی باپ بیٹے کی باہم صفائی نہ ہونے دی۔ اسی وجہ سے بعض مورخون کو فیلقوس کے قتل مین اسکی بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا ہے مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے باپ کے قاتلون کو سخت سزا دی اور اُنسے خوب انتقام لیا *

یونان اور ایران کے مذاہب اور وہان کے پولیٹیکل اور سوشل حالات

برِاعظم یورپ کے جنوب مشرق مین ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے جسکو یونان کہتے ہین طبقہ یونان گو وسعت مین چھوٹا ہے مگر شہرت مین تمام دنیا کے کل ملکون سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ مین یورپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اجالی ملکون پر جہان کے باشندے آجکل روشنی کی براق پوشاکین پہنکر آفتاب کا مقابلہ کرنے کو موجود ہین جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تہی۔ اس وقت روے زمین پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تہا۔ گو اس وقت دنیا کے صرف ایک دو اور حصے بہی اسی قسم کی روشنی کے پرتوے منوّر ہو رہے تہے لیکن پہر یونان سے کمتر تہے۔ بقراط سقراط ارسطو اور افلاطون جیسے نامور حکیم گذرے ہین اور ہندوستان کے لوگ اُنکے نامون سے ناآشنا نہین سب اُسی خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوے تہے۔ شعر و سخن کی وہان وہ گرم بازاری تہی کہ یورپ کے لوگ آجتک ان شاعرون کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑہتے ہین اور جسکو انکے سمجھنے کا مذاق نہین ہوتا انہین فاضلون مین شمار نہین کرتے۔ پہر سنگتراشی معماری اور مصوری غرض کوئی فن ایسا نہ تہا جسمین وہان کے لوگ اور ملکون کے باشندون پر فائق نہ ہون۔ باوصف اسکے فن جنگ مین بہی ایسی کامل مہارت

رکہتے ہیں کہ کسی کو انکے مقابلہ کی تاب نہ تہی - یہہ ملک ابتدا سے کئی ایک چھوٹی چھوٹی
ریاستون مین تقسیم تہا جو آپسمین ہمیشہ لڑتی بہڑتی رہتی تہین - اسی خانہ جنگی کے
باعث یونانی بڑے لڑاکے ہوگئے تہے - یہہ لوگ زبان و مذہب اور اطوار و نسل
کے لحاظ سے سب ایک تہے - سب کے سب ہندوون کیطرح مختلف دیوتاؤن و بتون
کی پرستش کرتے تہے اور انکی مورتین اپنی صورت کے مطابق مشابہ کرتے
تہے - زمین و آسمان - آفتاب و ماہتاب بحر و دریا اور ساری چیزین جنمین انسان
سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے انکے نزدیک عبادت کے قابل تہین اور انکو
انہون نے مجسم قرار دیکر دیوتا مان رکہا تہا - اسی طرح صفات انسانی مثل رحم
و انصاف اور عشق و غضب کی بہی پوجا ہوتی تہی - اور عام محسوسات مین جتنی چیزین
دلکش اور خوشنما نظر آتی تہین - وہ سب انکے ہان دیوتا سمجہی جاتی تہین - اسکے سوا
جو لوگ انکی قوم مین بہادر اور جوانمرد ہوگئے تہے انکی بہی پرستش ہوتی تہی اور
اسی سبب سے انکے ہان اکثر میلے اور تہوار ہوا کرتے تہے -

یونانیون کے دیوتا اکثر وہی تہے جنکی اہل مصر اور ایشیائی قومین پرستش کرتی
تہین اور بعض اور بہی یہہ دیوتا ایک خیالی وجود تہے جو انسان پر بلحاظ عقل اور قوت
اور بقا کے تفوق رکہتے تہے - مگر تاہم امور نفاق اور کینہ اور حسد وغیرہ برائیون سے
پاک اور مبرا نہین تصور کئے جاتے تہے - قصص الاصنام کے ملاحظہ سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے آبا و اجداد کا مذہب موحد تہا - چنانچہ افلاطون
نے کتاب طیموس مین لکہا ہے - کہ ایک زمانہ وہ تہا کہ خدائے واحد کا تمام عالم
پر عمل تہا - اس عہد مین تمام زمین پر سعادت پہیلی ہوئی تہی - پہر ایک بار
انسانون کی طبیعت اور اشیا کی مزاج مین ایک تغیر عظیم جو پیدا ہوا تو عالم کی حکومت
جوپیٹر اور دوسرے کم رتبہ کے دیوتاؤن کو سپرد ہوگئی - اب ان دیوتاؤن کا
مختلف صیغون مین عمل ہے ان تمام دیوتاؤن مین جوپیٹر جو سب سے بڑا دیوتا ہے
وہ بہی قادر مطلق نہین تصور کیا جاتا تہا - قضا و قدر کا تابع تہا اور ربوبیت سے

۱ دیکہو [illegible] جلد اول

نقص اور نقصانی امور نہین موجود تھے۔ مشتری کو عقل اور علوم کی دیوی مانتے تھے
شجاعت مریخ سے اور حسن و عشق زہرہ سے تعلق رکھتا تھا +

" چونکہ اہل یونان کا آب و ہوا بہت قوی تھا اور وہ ملک کمال سرسبز اور شاداب تھا
اور باشندی بہت خوش و خرم اور آزاد تھے اس وجہ سے انکے وہم نے ہر شے
اور ہر مقام کا ایک علیحدہ دیوتا تجویز کیا۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو انگریزی مین نظم
کیا ہے اسکے بعض مطالب نظم مین ہم یہان درج کرتے ہین۔ و ہو ہذا۔ +

فریب وہم

وہ طلوع صاف وہ گرمی کے ہون وہ دہوپ وہ صحرا
شجر کے سایہ مین اکجا کہین بیٹھا اگر وہ بہی
وہ صحرا کی ہر اک شے سے طبیعت اپنی بہلاتا
ہوا گر مندی سے ذرا خاموش وہ رہا ہے
وہ گانا اسکی گانے سے کہین دلکش کہین بہتر
تو ہم نے یہان اک اور ہی روداد کی پیدا
کہ اک شکل حسین تابندہ جو جلوہ آرا ہو
ہی کی لو ہر اک شی کے رگ و پی مین سماتی ہے
کہین پا کوئی ماہی گیر پچہلی رات سے اٹہکر
کوئی کشتی اترتا ہو کسی صحرا سے آتا ہو
یہ جنگل تہا وہ میدان ہے وہ ٹیلا تہا۔ نالا
ہوا مین سنسنی بہتی چہنتی وہ آہستہ سے کی
بہری ہو نیند آنکہون مین پہلیون جیسے متوالا
تو وہ سب گویا تماشا ہو ہجوم ماہ و انجم ہو
ہی تلک جیسے ہین جسطرف دیکہتا ہو مین
تو ہمین کچہ جلوے سی میسر ہو وہ حور تاری

نہیں عالم مین تنہا کوئی چرندہ نہ کوئی ماندہ
ہوئی سوتے ہوئے گیاہ نرم کا بستر
تہکن کے دور کرنے کو وہ چپکے چپکے کچہ گاتا
یکایک ندا سی الحان اک اسکی کان مین آئی
تو سمجہا اپنا اک او اس نوا پر دل ہوا مضطر
کہ خورشید ضیا گستر کو وہ اک دیوتا سمجہا
محبت سے سونگی شہنائی بجاتا ہے
انہی آواز سے مرغزار مین گویا جان آئی ہو
چلا ہو سو دریا کے اپنا جال کاندہے پہ
کہین ہون دیوا دیوتا کا کسی جا پر ٹہکانا ہو
اندہیرا گہپ یہان کہلاتی مین اور وہان اجالا ہو
وہ کم روشنی اسوقت کی کچہ اسکو مطلب کی
یکایک آنکہ پہلے نے جو سوئی عالم بالا
تو بس تخیل تم ہو گئیون صرف تو ہم ہو
ہین یک سر لقا دیوی کا اثر تخت جنگل مین
ہر اک کا انجمن مملکت سے بہوتی ہین سماء

نرالی انکی پوشاکین نئے انداز کا جلسا — تفنن کے لئے گانے بجانیکا بھی ہے چرچا
گلے وہ نور کے وہ انکے گانے کی ادا دلکش — وہ اونچی سُر وہ تانین اور وہ باجونکی صدا دلکش
دیا کوئی مسافر جانب منزل روانہ ہو — بہت دن کم رہا ہو تھک گیا ہو دور جانا ہو
وہ غربت وہ تھکن وہ بیکسی وہ آبلہ پائی — وہ شوق منزل مقصود اور وہ ناشکیبائی
وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت فزا وادی — دکھائی تک نہین دیتی جہان کوسون تک آبادی
وبال دوش ہو رخت سفر ایسا وہ مضطر ہو — وہ درماندگی سے دو قدم چلنا بھی دوبھر ہو
وہ گرمی رستہ چلنے کی اور وہ پیاس کا عالم — پہاڑون کے وہ کالے کوس اور وہ یاس کا عالم
یکایک طالع برگشتہ جو کچھ راہ پر آئے — درختون کا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آتے ہے
تلاش آب مین بیتاب ہو کر اسطرف جائے — حصول مدعا ہو کالبد بیجان مین جان آئے
درختون کی قرین چشمہ کوئی وہ نیم جان دیکھے — جسے آب بقا کہتے ہین وہ آب روان دیکھے
اُسی چشمہ سے تھوڑی دور اک بستی نظر آئے — پئے پانی با اطمینان دم بھر وان ٹھہر جائے
وہ پانی کام کر جائے شراب نشہ آور کا — درختون کی ہوا دے لطف ربط روح پیکر کا
گھڑی بھر دن رہے گا وہ سما جنگل کی وہ سُرخی — وہ سورج کا طلائی رنگ اور وہ دھوپ کی زردی
وہ سبزہ پر مراک سو لالہ احمر کھلا جیسے — بچھا فرش مخمل سبز اور وہ بوٹی سرخ ریشم کی
کھلے دلمین عجب کیفیت آب و ہوا ہے اب — وہی جنگل جو تھا وحشت فزا راحت فزا ہے اب
دل مسرور مشکور عنایات سماوی ہو — اس عالم مین تو ہم عقل پہ اسکی جو حاوی ہو
تصور کو تلاش منظر اصلی کا دھوکا دے — جو بھولے ناسیاوس کا تماشا اسکو دکھلا دے
پہاڑی پر وہ دیکھو سامنے مجمع ہے پریون کا — وہین پانیکا ہے اک حوض اور اسمین ہے فوارہ
اُسی فوارہ سے چارو طرف یہ فیض جاری ہے — وہ فوارہ نہین گویا رگ ابر بہاری ہے
وہ پانی منبع شادابی کوہ و بیابان ہے — وہ پانی منبع سیرابی ہر باغ و بستان ہے

علم تواریخ کی یونان مین قدر کیجاتی تھی اور صحیح تواریخ تیار کرنے اور محفوظ رکھنے کا بڑا خیال تھا - تمام ممالک روئے زمین جنکا حال اس زمانہ مین معلوم تھا جو سلطنتون

له یہ ایک دیوی کا نام ہے اہل یونان کے نزدیک معہ چند سہیلیون کے پانی کے محافظ تصور کیجاتی تھی ◆

مین منقسم ہو گیا تہے - ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین مشہور اور طاقت مین
ضعیف تہی - اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زیادہ مگر وسعت مین
کم تہی - اس سلطنت ایران کا بانی مبانی کیخسرو شاہ گذرا ہے جسکا ذکر شاہنامہ
مین بتفصیل درج ہے - شاہ گشتاسپ کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس
سلطنت مین داخل تہے - اور ہندوستان تک اس کی سرحد تہی - اندنون ایران
مین سکندر کا ہمعصر دارا ابن داراب حکمران تہا - اور جیسا کہ اندنون ہندوستان
کے نظم ونسق مین کئی طرح کی خرابیان تہین ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر
تہا - رعایا کے حال کی کچہہ حفاظت نہین ہوتی تہی اور انکو ناظمان شاہی اور امیران
سرکشی لوٹتے رہتے تہے - زردشت آتش پرست کا مذہب تمام وسیع مملکت
مین جسکے پیرو گبر و آتش پرست کہلاتے تہے +

ادہر یونان کا حال یہ تہا کہ یہہ ملک ابتدا سے مختلف ریاستون مین بطرح منقسم تہا
کہ جتنے شہر تہے اتنی ہی ریاستین تہین اور ان مین ہمیشہ لڑائی رہا کرتی تہی چہوٹے چہوٹے
سردار ہمیشہ خانہ جنگی مین مصروف رہتے تہے اس ملک کے شمال مین ایک چہوٹی سی ریاست
واقع ہے جسکو مقدونیہ کہتے ہین اسوقت وہان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے
تہے جو اپنے تئین یونانی بتاتے تہے ابتدا مین اس ریاست کو بہت رونق اور قدرت
حاصل نہ تہی - مگر رفتہ رفتہ زور پکڑ گئی اور سال مسیحی سے ٣٦٠ برس پہلے فیلقوس کے عہد
حکومت مین اسکو بڑا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت
سے اس سلطنت کو بڑہایا اور آہستہ آہستہ یونان کی کل ریاستون کو اپنے فرمان کا
مطیع ومنقاد بنا لیا -

عہد سکندر سے ایک سو سال پیشتر ایرانیون اور یونانیون مین لڑائیان

ف - اس زمانہ مین ایران کا عام دین آتش پرستی تہا - یونانیون کا بت اور عنصر پرستی معہ
بت پرستی اور حیوانات مثل بیل وغیرہ کے پرستش - فقط یہودی لوگ خداے واحد لاشریک
کی پرستش کرتے تہے +

ہوتی چلی آتی تہین ایرانیون نے یونانیون پر دو مرتبہ پہلے حملہ کیا تہا اور اگرچہ وہ
تعداد مین یونانیون سے بہت زیادہ تہے لیکن وہ نو مرتبہ بڑی اوجہری لڑائیون
مین انہون نے شکست فاش کہائی - بعض مورخون نے یہہ بہی لکہا ہے کہ
ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذار بہی کر لیا تہا - چنانچہ سکندرنامہ
مین بہی اسکی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ خسروان مین بہی جو ایک
معتبر کتاب ہے درج ہے کہ دارا کے باپ داراب نے فیلقوس کو باجگذار کر لیا
تہا - کیا تعجب ہے شاید صحیح ہوگا - لیکن اسمین بہی کچھہ شک نہین کہ پہر یونانی
بہی کچھہ بہت مغلوب نرہے - اور اس وقت سے لیکر ہمیشہ ایشیا کوچک
مین ان دونون قومون کے درمیان لڑائی رہنے لگی - ایرانیون کے
صوبجات کی حاکمون کا یہہ قاعدہ تہا کہ وہ یونانی سپاہیون یا مزدورون کو جو طمع زر
سے ایران مین آجاتے تہے اپنی فوج مین بہرتی کر لیتے تہے - کیونکہ انہین یقین ہوگیا تہا کہ
یونانی بڑے جنگجو اور فن جنگ مین بڑے ماہر لوگ ہین - آرٹکسر کسیز کے عہد مین
ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا تہا کہ اسکے بہائی خسرو نے سرکشی کی اور گردن اطاعت
سے پہیر کر بعد دس ہزار نبرد آزما جوانان یونان کے دریائے فرات سے عبور کر کے
فتح کرتا ہوا قریب بابل کے پہونچگیا اور ایک معرکہ عظیم مین وہ اگرچہ فتحیاب
ہوا لیکن حیف مارا گیا - یونانیون نے اپنے سپہ سالار کو مرا ہوا دیکہکر مقصد پس پا
ہوتے کا لکیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب و مقابلہ
مین تہا - پہر بہی ہزارہا میل ملک بیگانہ آرمینیا سے گذر کر بخیر و خوبی بحیرہ
اسود تک پیچہے ہٹ آئے اور غنیم سے کچھہ نہ ہوسکا - ان باتون سے یونانیون کو یقین
ہوگیا تہا کہ ایرانیون کے لشکر ہمارے مقابلہ مین کچھہ حقیقت نہین اور تہوڑی سی
جمعیت یا تعداد بہت سی سپاہ ناجنگ آزمودہ کو ہزیمت دے سکتی ہے -

اس اثنا مین فیلقوس نے بہت سی یونانی ریاستون کو اپنے زیر نگین کر لیا
تہا اور باقیون سے پیشتر سوت گانٹہہ لیا تہا سب سے متفق ہو کر اہل فارس

کے مقابلہ کیے واسطے مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو سپہ سالار قرار دیا۔

فیلقوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلقوس مہم ایشیا کے لئے ابہی سامان تیار کر ہی رہا ہتا کہ اپنی دختر کی شادی مین ایک امیر کے ہاتہ سے ۳۳۶ سال قبل حضرت مسیح مارا گیا فیلقوس کی ناگہانی موت کی خبر سنکر یونان کی بہت سی ریاستون نے جب دیکہا کہ تخت و تاج کا وارث ناتجربہ کار لڑکا رہگیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاوین۔ اس لئے بغاوت پر مستعد ہوگئے۔ سکندر بیس برس کی عمر مین مقدونیہ کے تخت پر بیٹہا۔ اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادون کو سنبہالنا چاہا گو چار طرف سے اُسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تہا کیونکہ شمال سے وحشیون کے عجیب حرکات اور جنوب سے کے ہن یونانیون کی شورش سکندر سے نوجوان تخت نشین کے دہمکانے کے لئے کافی تہین لیکن اسکی طبیعت کی جسارت اور خداداد استقلال ان خطرات پر غالب آگئی۔ اہل تہلی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکٹائن نے بلاعذر اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کر دئیے جنسے فیلقوس معزز کیا گیا تہا۔

گو سکندر ابہی جوان سال شاہزادہ تہا لیکن اسکی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہو چکی ہتی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپکو مشہور دلاورون پہلوانون اور دیوتاؤن کا جانشین سمجہتا تہا۔ اسکا خیال تہا کہ اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری عزت کا باعث ہے اسکے دلمین رجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہو جاتا تہا اور مطالعہ سے دل و دماغ کو روشنی حاصل ہوتی تہی۔

جب سکندر کو اکثر یونانی قومین منحرف ہوگئین تو اسکے وزیر ملن نے مشورہ دیا کہ یونانیون سے متعرض نہین ہونا چاہئیے تاکہ پہلے ، پیچہے جب

ہم ہم ایشیا پر جائیں شورش نہ مچائیں - مگر سکندر نے کہا ایسا نہیں ہوگا
میں جبتک گھر کا انتظام درست نہ کرلوں میری شان کے شایان نہیں
کہ باہر جاکر لوگوں کو دھمکاؤں غرض اس نے یونانیوں کو کچھہ تو سختی اور کچھہ نرمی
سے جسطرح ہوسکا سنبھالا - اس اثنا میں اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی طبیعت
کی ہوشیاری اور پھرتی قرار دیجا سکتی ہے - وہ دفعتاً جو ایشیا کا فساد فرو
کرنے کے لئے چڑھ گیا اور یکایک قوم تھبینز کے دروازوں پر اسطرح جا موجود
ہوا - کہ وہاں کے لوگ حیران و ششدر رہگیے - اسکی قوت بازو اور
جسارت طبع کے باعث لوگوں کی نگاہ میں اسکی حرمت فیلقوس سے بھی زائد ہوگئی
سیاست لیسیڈیمن کے سوا یونان کی باقی سب ریاستوں نے بمقام کارنتھ اپنے وکیل
بھیجکر کمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہمفارس کے لئے اسکو
اپنا سپہ سالار تسلیم کیا یہ وہی عہدہ ہے جو کچھہ عرصہ پیشتر اسکے والد کو تفویض
کیا گیا تھا

کہتے ہیں اس وقت سکندر کی خدمت میں گرد نواح کے بڑے بڑے حکیم اور
رئیس مبارکباد کو آئے مگر حکیم دیو جانس کلبی نہ آیا - سکندر خود اس سے
ملنے گیا یہ حکیم اس وقت دھوپ میں لیٹا ہوا تھا - بہت سے آدمیوں کو اپنی
جانب آتا ہوا دیکھکر اٹھہ بیٹھا - سکندر نے بڑے خلاق کے ساتھہ اس سے
گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لائق فرماویں - اس نے جواب دیا
آپ ذرا دھوپ چھوڑکر کھڑے ہو جائیں - اسبات پر سکندر کے نقا
منہسے مگر سکندر کو اسکے استغنا پر غش ہوگیا - اور کہنے لگا کہ اگر مجھکو خدا نے
سکندر نہ بنایا ہوتا تو اس سے دیو جانس کلبی ہونے کی آرزو کرتا -

سکندر جیسے عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کی بے شمار
واقعات بطور ایجاز قلمبند کرنے کے لئے بیشک ہم قدم قدم پر نقشوں کا حوالہ
نہ دیں ممکن نہیں کہ اسکی تیز و تند مہموں بغتشت یلغاروں نوع بنوع کشیوں اور

مقابلوں یا قدرتی رکاوٹوں کا جو اسکی سد راہ ہوئین یا نہایت وسیع سلطنتوں اور مملکتوں کا جو اس نے صرف چند سال مین کھو دین پتہ لگایا جا سکے تمام رزم و پیکار کے کارنامے جبتک انکی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نہ کرے بالکل فضول اور محض دور از کار فسانے ہین ۔

شمال کے وحشی باشندے - سکندر کی وفات کی غلط خبر مشہور ہوگئی - اہل تھیبز کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض سے کہ میری مہم ایشیا پر جانے کی غیبت مین کوئی شریر دشمن پیچھے نہ رہجاوین اور فساد نہ کرین شمال کے وحشیون کو مطیع کرنے کا ارادہ کیا اپنے پایہ تخت مقدونیہ سے موسم بہار مین ۳۳۵ سال قبل مسیح روانہ ہوکر باوجود وہان کے ساکنین کے مزاحم ہونیکے برق و باد کیطرح سفر کرکے وسُ نین کوہ بلقان کے درون سے گذر گیا اور دریائی ڈینوب کے وسیع میدان مین جا اترا آتے ہی اہل ٹریبلی کو فتح کرلیا اور دریائے ڈینوب کو کسی ایسے مقام سے عبور کرکے کہ جسکا ٹھیک پتہ لگانا مشکل ہے قوم گیٹی کو جو شمالی کنارہ دریا پر رہتے تھے جا دبایا۔ چونکہ سکندر دفعتاً دو منزلہ سہ منزلہ کرکے انکے سر پر جا پہنچا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوگئے کہ تاب مقابلہ نہ لاسکے! الیریس اور طالینطی فرقون کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے کیونکہ مملکت چھوڑنے سے پیشتر سکندر کو ان فرقون کو دبانا ضروری معلوم ہوتا تھا وطن کو مراجعت کی۔

ابھی سکندر کو شمالی دشمنون کی سرکوبی سے مشکل فراغت ہوئی تھی اور رستہ ہی مین تھا کہ یونانی ریاستون مین جنکو سکندر نے زور اور تخویف سے مطیع کیا ہوا تھا سکندر کی وفات کی خبر مشتہر ہوگئی اور ایک مرتبہ پھر باغی ریاستون نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی امید ٹھان لی

اور سکندر کے فوجی افسرون کو جنکو وہ [illegible] دنیا کی لڑائی کے بعد

انکو پولیس کی حفاظت کے لئے وہانکے قلعہ مین تعینات کر گیا تھا قتل کر ڈالا باغی ابہی تیاریون مین مصروف تھے اور آزادی کے خیالی پلاؤ پکا رہے تھے کہ انکے دشمن کو بہی خبر جا پہونچی جو دم زدن مین فوج جرار لیکر انکے سر پر برق آسا آن پہونچا۔ اور انکے شہر کے سامنے خیمے ڈیرے ڈالدئیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس وقت سکندر کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرور تسلیم کرتا اور معاف کردیا تہا لیکن باشندگان تہیبز کے کینہ توز پرجوش خیالات نے انہین عذرخواہی سے باز رکہا کیونکہ مورخ لکہتے ہین کہ سکندر نے ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کردیا تہا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کردین تو ان سے بازپرس نہ ہوگی۔ اسکے جواب مین اہل شہر نے کہنڈے سے کہا کہ سکندر ہی اپنے دو جرنیل ہمارے حوالے کردے۔ غرض آشتی سے کام نہ چلا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ اگرچہ تہیبز والون نے جنگ مین خوب شجاعت دکہائی اور داد مردانگی دی۔ لیکن سکندر کی فوج سے عہدہ برا نہو سکے۔ تہوڑے سے مقابلہ کے بعد سکندری سپاہی شہر مین داخل ہوگئی۔ فاتح سپاہیون نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جسکی تفصیل مین قلم خون رو دیتی ہے۔ سکندر کی فوج مین جسقدر فوکیشین پلیٹلین اور براوشین لوگ تہے۔ اونہون نے گذشتہ ورد و دکہہ جو اس شہر کے بے تمیز ناتراشیدہ باشندون سے اٹہائے تہے یاد کرکرکے غیظ و غضب سے آگ بگولہ ہوگئے۔ اور اس طیش سے شہر مین قتل عام کیا کہ جو سامنے آیا جانے نہ دیا خون کے ندی نالے بہ گئے۔ جنہون نے مقابلہ ہی نہین کیا تہا انکو بہی شمشیر کی گہاٹ سے اتار گیا۔ جو مندرون مین مورتون سے دعائین مانگ رہے تہے اور التجائین کر رہے تہے وہ بہی انکے خنجر براّن سے نہ بچے

"غرض عورت چہوڑی نہ بچے چہوڑے سب تہ تیغ بیدریغ کر دیئے"

مقتولون کی تعداد کا تخمینہ ۶۰۰۰ کیا گیا ہے لیکن شاید کسی قدر مبالغہ ہوگا جو قتل سے بچے تہے وہ قریب بیس ہزار کے غلام بنا کر فروخت کئے گئے۔ البتہ

چند منتفر اس ہنگامہ قیامت کی لپیٹ مین نہ آئے یعنی خادمان دین اور شہنشاہ فاتح کے چند ہوا خواہ جنہون نے بغاوت کو روکا تھا۔ اس قتل عام سے بچ گئے۔ اس طوفان بے تمیزی سے مندرون کے سوا تمام شہر کے مکانات منہدم کرائے گئے۔ اور شہر تھیبز اُس وقت فقط ایک کھنڈرات کا ٹیلا معلوم ہونے لگا یا یون کہو کہ اس وقت خطہ یونان سے اس شہر کا نام مٹا دیا گیا گو اہل اتھینز بھی اسی قسم کی سزا کے مستحق تھے لیکن چونکہ سکندر نے جانب جنوب آگے بڑہنا تھا اس وقت توی مصلحت نہ سمجھا اور ارادہ ملتوی کر دیا کیونکہ وہ سمجھا تھا کہ تھیبز کی مثال ساری ملک کے باغیون کی عبرت کے لیئے بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہہ بات ایسی ٹھیک نکلی کہ یونان مین فی الواقع اسکا رعب ایسا چھا گیا کہ پھر کسی مخالف نے سر نہ اٹھایا۔

ایشیائی مہم۔ سکندر کا شہر طرای مین پہنچنا

عیسوی سنہ سے ۳۳۴ سال پیشتر موسم بہار مین سکندر نے مہم ایشیا پر جانیکا قصد کیا۔ یہہ وہی مہم ہے جسکی واسطے اس کے باپ کا سینہ بھی خوش آیند امیدون سے سالہا سال سے گرم تھا چند پانچ ماہ مین اس چڑہائی کے سامان درست ہوئی۔ سکندر نے تیس ہزار پیادے پانچ ہزار سوار ہمراہ لیئے اس فوج مین زیادہ تر مقدونیہ والے اور اہل تھسلی شامل تھے اور یہی لوگ تھے جنکی ہمت بازو پر سکندر کی نصرت یا ہزیمت کا زیادہ تر مدار تھا باقی بھی کئی ایک ریاستون کی تہوڑی تہوڑی فوجین تھین سکندر کے پاس اس وقت بہت تہوڑا سا خزانہ رہگیا تھا جسکی وجہ یہہ تھی۔ کہ اس نے چلنے سے پیشتر بہت سا خزانہ اپنے دوستون اور اہل فوج مین تقسیم کردیا جب ایک سردار نے سکندر سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت اپنی سارا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکہا ہے سکندر نے کہا امید

اس بات نے اس سوار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس نے معہ اور چند امرا کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دے دیا اور کہا کہ ہم بھی آپ کی امید میں شریک ہیں۔ غرض اسطرح داد و دہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے عرصہ میں بمقام سسٹوس جو کہ ہلس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہونچا یہ ہلس پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے۔ جسکو آجکل آبنائے ڈارڈ نلز کہتے ہیں اور یوروپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے۔ وہان فوج کے واسطے پہلے سے کشتیان تیار کروا رکھی تھین کیونکہ اس زمانہ مین بڑے بڑے جہازون کا کوئی نام نہین جانتا تھا فوج کو ان مین سوار کر کے خود ایک چھوٹی کشتی مین بیٹھ گیا اور اسے اپنے ہاتھ سے کھینچتا چلا گیا۔ منجدھار مین پہنچکر سمندر کے دیوتون اور دیویون کے نام پر ایک سانڈ کی قربانی دی۔ اور جب کنارہ نزدیک آیا۔ تو اپنا نیزہ خشکی پر پھینک دیا اور اس سے یہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہو گیا۔

کنارہ پر اُتر کر شہر ٹرای کی طرف روانہ ہوے اور وہان پہونچکر اپنے دوست ہفیسٹین سمیت جو اچیلز کی اولاد سے تھا اِن دلاورون کے مقبرون کے جنہون نے اس میدان پر جانبازیان کی تھین اور جنمین اچیلز بھی معہ اپنے عزیز دوست پیٹروکلس کی لمبی تانے سو رہا تھا۔ نہایت شوق اور ارادت سے زیارت کی۔ شاید جوانی کا جوش اس جوان شہنشاہ سے ایسی خوش اعتقادیون کے ظاہر ہونے کا بڑا سبب ہوگا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ سکندر کی حکمت عملی کا یہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے پیرووں لوہ شکرین وغیرہ پر ظاہر کرے کہ وہ بھی زمانہ دلاوری کے مشہور بہادر اور جنگجو اچیلز کا جانشین ہے

جنگ غدس کو حقارت کی نظر سے دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ طنبور جسکو اچیلز بجا کر دل بہلایا کرتے نکالا جاوے۔ سکندر جسکے چہرے پر اوس وقت عجیب طرح کی اداسی چھائی ہوی تھی تھوڑی دیر مضطرب اور سنسان سمندر

کے کنارہ پر بیٹھکر مشہور دلاوروں کے کارنامی جنکی تفصیل ملک الشعرا ہومر کی کتاب الیڈ مین درج ہے طنبور بجا کر اپنا دل خوش کیا۔ اس بات کی صحت مین ہمین مطلق شک نہین کیونکہ جسقدر ہمین سکندر کے عادات اور چلن کے حالات سے آگہی حاصل ہے اُسی قدر ہم جانتے ہین کہ اسکی طبیعت ضرور اس امر کی تقاضی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ دلاوران قدیم کے کارناموں کو سنکر اُنکی برابری کرنا اور بزرگ ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکھنا یہہ دونون اسکی دلی آرزوئین تھین۔ اور اسی لئے وہ ہومر کی کتاب الیڈ سے ایسا پیار کرتا تھا کہ ایک دم اسکو جدا نہین کرتا تھا بلکہ رات کو تلوار کی ہمراہ پاس رکھکر سوتا تھا اور محبت سے اسکو "لڑائی کے علم کی حمائل" کہتا تھا +

سلطنت فارس۔ جنگ گرنیکس

جس زمانہ مین سکندر اعظم ایشیا کے کنارہ پر جا پہونچا تھا۔ اُس وقت فارس کی عظیم الشان اور نہایت وسیع مملکت سے کمزوری کی کئی علامتین نظر آتی تھین۔ خود اہل فارس جو فاتح قوم کے ممبر تھے تعداد مین کم تھے۔ اس تمام وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تھا۔ جسکی زیر لوائی بے شمار مختلف قومین آباد تھین۔ اور ملک کے حصّے قدرتی حدود سے محدود تھے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام معلوم ہوتا تھا صوبجات دار السلطنت سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تھے اُنکی حفاظت اور انتظام کے لئے صرف کسی قدر مصلح فوج ایک معزز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تھی اور یہہ افسر جنکے سپرد اس صوبہ کی حکومت کیجاتی تھی بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے تھے۔ اس لئے سلطنت کا چند حصون پر منقسم ہونا اور طاقت مین کمزور رہنا ایسے لابدی امر تھے کہ جبتک ایسی سلطنت کا وجود باقی تھا بیشک انکا ازالہ ہونا محال تھا۔ اسکے علاوہ یہہ حکام صوبجات صرف سزا کے ڈر سے مارے

شہنشاہ کی اطاعت کرتے تھے ورنہ ارادت و مروت کا کوئی رشتہ انمین
حائل نہین ہوتا تھا جس وقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کے مقابلہ
کے قابل پاتا تھا اس وقت کھلے بندون باغی ہوکر بادشاہ کو دعوت جنگ
کرتا تھا اس لئے اس وقت صرف اسیقدر نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ خطہ زمین سلطانی
سلطنت کے حدود سے چندے خارج رہتا تھا - بعض صوبہ جات کی حکومت
بعض ناظمون کے خاندان مین پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ
مین انکے مقابلہ کی تاب نہ تھی اس لئے برائے نام بادشاہ انکے انتظام برائے
نام منظور کر لیتا تھا -

دارا شاہ فارس سکندر بادشاہ کا ہمعصر گذرا ہے اسمین انتظامی لیاقت اور
گرتی ہوئی سلطنت کو سنبھالنے کی طاقت موجود نہین تھی - انتظام فوج کشی اور
نبرد آزمائی سے بالکل بے بہرہ تھا اور ہمت کا پرلے درجے کا پست اسکو حملہ آور
قوم کو پسپا کرنے کی بالکل امید نہین تھی مگر ہان یونانیون پر ہی امید تھی جو اسکی
کی فوج مین ملازم تھی کہ اپنے بھائی بندون کا مقابلہ کرسکین گے - کمبائی سس کے
عہد سے جو شاہ کیخسرو اول کا بیٹا تھا سکندر کے عہد تک دستور ہو گیا تھا
کہ بہت سے یونانی ہیکوڑے ہمیشہ اپنے ملک سے آکر شاہ فارس کی ملازمت مین شامل
ہو جاتے تھے کیونکہ جیسے ذکر ہو چکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیون کی جنگجوی ثابت
ہو گئی تھی - اور اسطرح اہل یونان اپنے نئے مالک کے زیر حکم اپنے بھائی بندون
کا جو انکے ہمزبان اور ہم اطوار ہوتے تھے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ
مین مستعد ہو جاتے تھے - یونان کی خانہ جنگی اور آئے دن کے جھگڑے مرکے
اکثر اہل یونان کے آرام مین حارج ہوکر انہین وقتاً فوقتاً زاد و بوم چھوڑ کر جلاے
وطن ہونے کے لئے مجبور کرتے رہتے تھے اور وہ اس لیے شاہ فارس سے اس
عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا رکھتے تھے جس سے وہ وطن
سے دست بردار ہو کر چلے آتے تھے - اس وقت دارا کی بڑی امید

کو صرف ایک یونانی ممنن نامی باشندہ جزیرہ روڈس پر بہروسا تہا کیونکہ
اُس کی جنگی قابلیت اور ہرد آزمائی کی لیاقت اس قابل تہی کہ اس
کو شاہ مقدونیہ کا مہیب اور زبردست مد مقابل قرار دے
سکین -

اِس عرصہ مین دارا شاہ فارس کے جرنیل سکندر کے مقابلہ کے لئے
لشکر جرار جو قریب ایک لاکہہ دس ہزار کے تہا ایک دریائی گرنیکس کے مشرقی کنارہ
جسکو سٹو ولا کہتے ہین اور بحیرہ مارمورا مین گرتا ہے ایک بلند مقام پر ٹہیر گیا
کیونکہ فوج فارس کے سردارون کا ارادہ تہا کہ اس مقام پر دشمن کا مقابلہ کرین
لیکن یہ امر ممنن کی راے کے بالکل برخلاف تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت
یہہ واقف موز جنگ سپہ سالار لشکر کی کمان پر تعینات نہین تہا صرف
صحیح اور مفید مشورہ دینے کا مجاز تہا - ادہر سکندر نے مقابل کے ساحل پر دشمن
کی فوج کو جو تعداد مین قریب ایک لاکہہ دس ہزار کے تہے اور اسکی اپنی سپاہ سے
دو چند سے بہی زیادہ تہی پڑا ہوا دیکہا - ساحل کو بہی ناہموار پایا شام کا وقت
قریب تہا اُسکو ایک سردار نے رای دی کہ اس وقت حملہ کرنا مناسب نہین لیکن
سکندر نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور مقتضائے مردانگی نہین - یہ کہکر دریا
مین گہوڑا ڈالدیا اور سوارون کو ساتہہ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے
تیر برسانے شروع کئے دریا سے کی تلاطم نے بہی اُسکو بارہا غوطے دئے لیکن دیوانون
کیطرح جوش مین بہرا ہوا آگے بڑہا گیا کنارہ پر پہونچکر صف آرائی کی مہلت کسی کو
نہ ملی ابہی پیادے پہونچے بہی نہین تہے کہ دونو فوجین غٹ پٹ ہو گئین لیکن
چونکہ فارس والون کا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرنیکے
قابل نہین تہا اس لئے فوج فارس باوجودیکہ جان توڑ کر لڑی - لیکن شکست فاش
اوٹہائی - اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جرات پر جس نے کہ اپنی ہاتہہ سے
فوج مخالف کی دو بڑے نامور سردارون کو خاصے مقابلہ کے بعد خاک مین ملایا

اور مقدونیہ والوں کے لمبے بھالوں کے نام پر جنہوں نے دشمن کی رہی سہی بے قاعدہ فوج کی صفوں کو درہم برہم کیا نامزد ہو سکتی ہے۔ گو اس حملہ مین سکندر کا جوشن جوڑ کے مقام سے کہل گیا تہا اور خود بہی چہلنی ہو گیا تہا لیکن جسم کو مطلق گزند نہ پہونچا۔ فوج فارس کے یونانیون نے میدان جنگ مین گو دامردانگی دی تہی لیکن دو ہزار کے سوا باقی سب لشکر ظفر موج کے آب نیزہ و شمشیر مین ڈوب مرے وہ دو ہزار جو بچ رہے تہے پا بزنجیر کر کے مقدونیہ مین غلام بنانے کے لئے بہیجے گئے۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کر دیا کہ اسکو اظہار محبت سے لشکریون کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنیکا ڈہنگ خوب یاد ہے اس نے بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیون کی عیادت کی۔ انکی بہادری کے کارنامے اور زخمون کی باتین سنین۔ والدین جنکے بیٹے جنگ مین کام آئے تہے اور بیوی جنکے باپ اور بیوائین جنکے خاوند چل بسے تہے انکی خوب طرح امداد اور ہمدردی کی اور انہین کئی طرح کی تمدنی حقوق اور مراعات کا مستحق گردانا سکندر نے اپنے جلو مین بوقت جنگ پچیس سوار بطور مقدمۃ الجیش آگے رکہنے کا طریق نکالا تہا۔ چنانچہ وہ پچیس جانباز جو اس حملہ مین اسکی ہمراہ تہے مارے گئے تہے۔ جسپر سکندر نے لسی پس مشہور بت تراش کو حکم دیا کہ انکے بت برنجی تیار کرے۔ چنانچہ وہ بت مقدونیہ مین رکہے گئے اور بعد ہ شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے کام آئے۔

بحر الجزائر مشرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی قصبات تہے اور چونکہ سکندر کا منشا تہا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آزاد ریاستین بنا دی جاوین اسلیے یہ فتح اسکی مطلب کے لئے بہت سود مند تہی کیونکہ اس کا خیال تہا کہ اس طرح وہ یونانی آپس مین متفق کر کے میری تخریب نہین کر سکین گے اور دوسرا وجہہ یہ بہی ظاہر کرنا چاہتا تہا کہ وہ یونانیون کو آزادی دینا چاہتا ہے

اور ہر حالت مین انکا ممد اور حامی رہے ◆

مختلف مہمات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد مہمات کو اُسکے تھوڑے سے ایام حیات مین جمع کرکے دکھلانا بڑا مشکل کام ہے چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخون کے بھی ہاتھ لرزتے رہے ہین۔ یہان پہنچکر ایرین کی تحریرین بھی صاف نشان نہین دے سکتین۔ اس لئے وہ بھی قابل ترک ہین۔ ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی راے نہین دے سکتے جیسے کہ ہم اوپر بھی ذکر کر چکے ہین کہ اس مقدونیہ کے بہادر جرنیل کے صحیح صحیح واقعات و مہمات ذہن نشین کرنے کے لئے جغرافیے اور نقشے سے دمبدم مدد لینی چاہیے

جنگ گرینیکس اور میدان انطاکیہ کے درمیان قابل یادگار فقط یہ واقعہ گذرا ہے کہ سکندر نے مقام ہیلیکارنیس واقع کیریا پر تصرف کر لیا یہ مقام دشمن نے اس وقت خالی کر دیا تھا۔ کیونکہ اوس پر قبضہ رکھنا اُسے دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ایرین نے اس بڑی تواریخی واقعہ کی یاد مین فقط ایک خفیف سا ریمارک لکھا ہے۔

اب جنوب کی طرف سکندر کے بڑھنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے اسمین تواریخی اقوال کی تصدیق کے لئے قدرتی نشان بھی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہین۔ مقام فیسیلس سے لیکر پرگا تک اُس نے کچھہ فوج ایک اندرونی طرف کے تو تیار شدہ مگر دشوار گذار رستے سے روانہ کی اور خود سیار کے کنارہ کنارہ ہوکر جہانسی کر پہاڑ قدم بقدم نردبان کی طرح اُٹھتے چلے جاتے ہین اور انکی قاعدہ اور سمندر کے درمیان دلدل کا ایک تنگ قطعہ حد فاصل ہے اور جو کہ دوسرے رستہ کی نسبت بہت چھوٹا اور آرام کا رستہ ہی رہ گیا۔ اور اگر اُسکے ماننے مین کوئی تامل ہو تو یہہ بھی ہو سکتا ہو کہ ان پہاڑون کی چوٹیون

پر اس زمانہ مین کوئی رستہ نہین تہا اسلیئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا پڑتا تہا چنانچہ سکندر کے گذرنے وقت انکی خوش نصیبی سے سمت شمال مشرق مین شمالی ہوا کے چلنے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تہا اور ہوا بہت موافق تہی وہان پہنچکر سکندر نے سلیین کے مضبوط قلعہ پر جو کہ سی انڈس کے منبع کے متصل ہے قبضہ کرلیا اور وہان سے ۳۳۳ سال قبل مسیح مین بمقام گورڈیم وارد ہوگیا پہونچگیا یہان اُسکو ساکنین کے تعصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے ایک بڑا نادر موقع فایدہ حاصل کرنے کا ملگیا۔ اس شہر مین لوگون کا اعتقاد تہا کہ جو شخص ایک عقدکی (جو وہان موجود تہی) نہایت پیچیدہ اور مشکل گانٹہ کہول دیگا اُسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی۔ کیونکہ وہ کہتے تہے کہ یہ ایک دیوتا کا فرمان ہے اس گانٹہ کے ذریعے سے رتہ کے دُہرے سے گہوڑونکا جوا جکڑا ہوا تہا چنانچہ سکندر نے نہایت پہرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی مین کامیابی حاصل کی۔ اسکا ارادے کی تصمیم طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر کی حضوری سب ایسے اسباب تہے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے اور سکندر کو لوگون کی آنکہون مین اعزاز حکمرانی بخشنی مین کام آئے ✦

یہان فوج مین وطن سے اور کمک آملی اور بہت سے سپاہی جو سکندر نے گذشتہ سو سرما مین مقدونیہ کو بہیجی تہی شادیان کراکر آپہونچے معلوم ہوتا ہے اس مقام سے جو سکندر ایشیا کوچک کے وسطی سطوح مرتفع اور وہان سے سلیسا کے میدانون مین پہونچا ہے اور درہائے کوہستان سے سفر کرکے جو طرطوس مین پہونچا ہے یہ سب وہی رستی ہین۔ جنپر اس سے پیشتر ایک صدی کامل خسرو شاہ نے اپنے بہائی کے مقابل یونانی لشکر کی اعانت سے فوجکشی کی تہی زمانہ حال کے مورخ قیاس کرتے ہین کہ طرطوس سے شمال کی جانب بیس میل کے فاصلہ پر جو تنگ گلی پہاڑ مین کاٹی ہوئی ہے وہی ہے جسے زینوفن اور ایرین یونانی مورخ سکندر کا رستہ بیان کرگئے ہین اس شہر طرطوس

کے نیچے ایک دریا بہتا تھا جسکا نام سڈنس تھا۔ سکندر جب یہان پہونچا تو دریا کا پانی صاف وشفاف دیکھکر اس مین کود پڑا۔ منزل کی تکان کی وجہ سے یا گرم گرم دریا کے سرد پانی مین کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑھ آیا چنانچہ اُسکو اس مقام پر قیام کرنا پڑا۔ اسی طرح کی غلطی سے کہتے مین کہ اسی مقام پر شہنشاہ فریڈرک باربیروسا بھی بیمار ہوکر مرگیا تھا۔ غرض سکندر ایسا بستر علالت پر ہیا کہ جان کے لالے پڑ گئے اور حکیمون نے دوا دینے مین تامل کیا کیونکہ انہون نے سوچا کہ اگر سکندر اسی بیماری سے جانبر نہوا تو معتقدونیہ والے ہمین زندہ نہ چھوڑینگے۔ مگر ایک حکیم نے جرات کرکے ایک دوا تجویز کی ابھی وہ دوا تیار بھی نہ ہو چکی تھی کہ سکندر کے نبی جرنیل نے جو ہمیشہ شام کیوقت عبور دریائے گرنیکس سے مانع ہوا تھا ایک خط لکھا کہ تہا۔ اس حکیم کی دوا ہرگز نہ پینا وہ دارا سے ملا ہوا ہے۔ اور دارا نے تمہارے زہر دینے کے لئے اس سے انعام کا وعدہ کر رکھا ہے۔ یہہ عریضہ سکندر نے سرہانے رکھہ لیا مگر آفرین ہے اس جوانمرد بادشاہ کی خدا داد دلیری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے لایا تو ایک ہاتھ سے دوا کا پیالہ مونہہ سے لگا لیا اور دوسرے ہاتھ سے اُسے وہ خط دکھلایا۔ سکندر دوا پیتا جاتا تھا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑھکر مصداق قہر درویش بر جان درویش پیچتاب کھاتا جاتا تھا۔ یہ مقام اس حکیم النفس شہریار کی سوانح عمری مین بیشک بڑی گہری توجہ کے قابل ہے اس کی جوان مردی اور حمیت اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ ایک خیرخواہ حکیم کو جو بظاہر دوستی کا دم بھرتا ہے اسکی دوا پینے سے انکار کرکے شرمندہ کرے یا دوا کی کہانے سے پہلے اسکو خط دکھلا دے آخر کچھہ عرصے کے بعد سکندر کو صحت کلی حاصل ہوگئی

اس سے کچھہ عرصہ پیشتر منمن مرگیا تھا اور اسی کے ساتھہ دارا کی گرما گرم امیدین بھی خندہ درگور ہوگئی تھین۔ مرتے وقت یہ بہادر لعنت جنگ مین تجربہ کار سپہ سالار بحر جزائر مشرقی یونان مین ایک زبردست جنگی

پڑا لیے پڑا تھا جسکی مزاحمت سکندر ہرگز نہین کر سکتا تھا - اُس نے مقام لیبوس پر قبضہ کر لیا تھا اور مقدونیہ مین یہ بوا پر حملہ کر سکتا تھا کیونکہ اُسے امید تھی ریاست لیس ڈیمون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تھی میری امداد ضرور کرے گی - میمن کی اتفاقیہ مرگ سے سکندر کو ایسے دشمن کے ہاتھ سے رہائی ملی کہ جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسے نمایان اور روشن فتوحات کو ادہورے سے چھوڑ کر بحر یونانین لوٹ جانے کے اور کچھہ بن نہ آتا تھا -

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہوکر سکندر اُسی راستہ سے جسپر کہ یخشر گذرا تھا براہ خلیج سکندرون چھوٹے سے قصبہ میری انڈرس پر جو ملک سیریا یعنے شام مین واقع ہے جا پہونچا - دارا نے پہلے ہی سے ملک شام مین ایک فراخ کے میدان کو جسپر کہ اُسکی بیشمار فوج باسانی ڈیرہ خیمہ لگا سکتی تھی روکا ہوا تھا دارا نے چاہا کہ اس مقام کو چھوڑ کر کسی اور جگہہ پر جہان مقابلہ کا عمدہ موقع ہو شکر جا ڈالے لیکن ایک یونانی امینٹس نامی نے جو اُسکی ملازمت مین تھا اُسے ایسا کرنے سے منع کیا کیونکہ اسکے نزدیک اس سے عمدہ موقع فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تھا - مگر افسوس دارا نے اسکا کہا نہ مانا - اور ایک جگہ مقابلہ کرنے کے لیے پسند کی جسپر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندون کو ایک حکمی امر نظر آتا تھا - سلسلہ کوہستان طرطوس سے ایک چھوٹی سی پہاڑی خلیج سکندرون کی جانب نکل جاتی ہے اور اس خلیج کے سطح مرتفع پر جا ختم ہوتی ہے جو سلسلہ کوہستان خلیج سکندرون کے کنارون تک چلا گیا ہے - صرف بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسپر کہ دو فوجین سامنے رزم آرا ہو سکین ایک مقام پر راستہ بہ ایسا تنگ ہے کہ کرو ہان نہ خاطر خواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت ہاتھہ آجاتی ہے - اس غیر محفوظ

راستہ سے سکندر شام میں داخل ہوا تہا۔ اور جو سب سکندر نے چہوڑ کر اُن سے بہی شمال کیطرف سلسلہ کوہستان میں واقع تہا۔ اس نے حلہ انجام سے میدان انطاکیہ کیجانب آ کے نکل گیا تہا۔ یہان تک کہ دریاے پنارس اسکی فوج کے خیمہ کیجانب واقع تہا اور وہ خود سکندر کے پیچہے کی طرف لشکر آرا تہا لیکن افسوس اُس نے ایسے مقام کو میدان کارزار قرار دیا تہا جہان سے فتح یقینا اہل مقدونیہ کے حصہ مین ہوتی نظر آتی تہی۔

سکندر پس پا ہوکر کوہستان باب شام سے جا گذرا اور شاہ فارس کو میدان انطاکیہ مین آمادہ کارزار پایا اپنی فوج بہی وہین ڈالدی۔ مقدونیہ والون کی فوج جانب یسار کو سمندر سے محفوظ تہی اور جانب یمین بہی ایسے مقام پر تہی کہ جہان امید نہین تہی فارس کی جرار فوج اسکو گہیر کر شکست دیسکے شاہ فارس کے پاس گو غنیم سے کئی حصے زیادہ فوج تہی لیکن تو بہی فوج مخالف کے حملہ کا منتظر رہا گویا کہ اُسے اپنی کمزوری کا خود یقین تہا اور پہلے ہی سے جانتا تہا کہ مجہے شکست ہوگی اُس لئے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت نہ دیکہا جو اپنی فوج کے جانب یمین قایم تہا خود دریا مین گہوڑا ڈالدیا۔ اور باہر نکلکر برق کی تیزی اور صاعقہ کی کوند سے فارس والون پر حملہ کرکے علی الفور انکی یسار کو توڑدیا شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیون نے مقدونیہ والون کے وسطی حصہ کا خوب جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اور فوج فارس کے جانب یمین کے سوارون نے جو کہ اہل تہسلی کے بالمقابل تہے ویسی ہی جوہر شجاعت دکہائی اور بڑے جوش مین آکر لڑتے رہے لیکن معرکہ مین جبکہ ہنگامہ کارزار گرم تہا دارا شاہ فارس نے جب اپنی یسار کو شکستہ دیکہا تو بزدلی کے آثار ظاہر کئے اور ازراہ حماقت میدان جنگ سے ایک گہوڑے پر سوار ہوکر ایسا بہاگا کہ کسی کے ہاتہ نہ آیا سوار جو میدان مین جمع کہڑے تہے باقی فوج سمیت اپنے بادشاہ کیطرح بہاگ نکلے غالبا کشت و خون بے اندازہ ہوا ہوگا

لیکن تو یونانی مورخون کی تحریر کہانتک بھی مان لیا وے تا ہم جنگ کا موقع
اور کیفیت اس امر کی شاہد ہے کہ بڑی خونریزی کا معرکہ ہوا ہوگا - بطلیموس
جو بعد ازان مصر کا بادشاہ ہو گیا تہا اور اس لڑائی مین بذات خود شریک
تہا بیان کرتا ہے کہ ایک تنگ دستہ بالکل مقتولین کے سر بریدہ جسمون کی نعش
سے ڈھنپا ہوا تہا - چنانچہ اسپر سے تعاقب کرنیوالونکا بھی گذر ہوا جنکی گہوڑون کا
شاید ایک ہی قدم لاشون کے سوا زمین پر نہین پڑا ہوگا - دارا دریائی فرات
پر مقام تہپسیکس کے پاس کے گذر سے جو معمولی راستہ عبور دریا کا تہا اور جسکا
عرض بلد شمالی ۳۵ درجہ ۵ دقیقہ ہے جان بچا کر گذر گیا - لیکن اپنی بیگم اور
والدہ ایک نا کتخدا لڑکی مع ایک صغیر بچہ کے جو میدان جنگ تک اسکے
ہمراہ آئی تھیں دشمن کے ہاتہ مین چھوڑ گیا - سکندر کے لشکریون نے فوج
فارس کو خوب لوٹا جب شہنشاہ نصرت مآب دارا کے خیمہ مین داخل ہوا تو اسکے
مختلف درجے اور ہر درجے مین تکلف کا سامان دیکہکر حیران ہوا - کسی مین حمام
کا اہتمام اور مشک عنبر جلتا دیکہا کسی مین کہانے پینے کی چیزین اور دنیا
کی نعمتین مہیا پائین اور کسی مین خوابگاہ کے تکلف نظر آئے یہہ دیکہکر
اپنے رفقا سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایشیا مین اسی عیش و
عشرت کا نام بادشاہت ہے - اسی خیمہ مین بیٹہا کہانا کہا رہا تہا کہ برابر کے
خیمہ سے عورتون کی گریہ وزاری کی آواز آئی - تفتیش کے بعد معلوم ہوا
کہ دارا کی بیوی لڑکی اور والدہ اسکے رتہہ اور کمان کو دیکہکر روتی ہین -
اور سمجھتی ہین کہ وہ لڑائی مین مارا گیا - سکندر نے انکے حال زار پر افسوس
کیا اور انسے کہلا بہیجا کہ دارا زندہ ہے تم غم نہ کرو اور خاطر جمع رکہو - جس عزت
و حرمت سے اسکے سامنے رہتی تہین اسی صورت سے اب بہی رہو گی میری لڑائی
دارا سے فقط سلطنت کی بابت تہی اسکے ننگ و ناموس سے کچہہ تعرض نہین
ہے کہتے ہین کہ دارا کی بی بی اور بیٹی حسن و جمال مین بے نظیر تہین - مگر سکندر

نے انکو تصویر کی مثال سمجھا اور جو کلمہ زبان سے نکلا تھا اُسے پورا کر دکھایا
انکی خاطرداری اور دلجوئی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ جتنے نوکر چاکر انکی
خدمت میں رہتے تھے سب بدستور رہے اور کسی بات میں فرق نہ آنے
دیا۔ انکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکھا کہ لشکر کے کسی آدمی کو انکے خیمے کے
پاس تک بھٹکنے دیا۔ اور سب کو یہ حکم سنا دیا کہ اگر کسی کا بیہودہ کلام انکو کان میں
پہونچیگا تو اُسکو سخت سزا دیجائے گی۔ اس لڑائی کے فتح ہوتے ہی شام کے
ملک پر سکندر کا تصرف ہوگیا اور شہر دمشق میں بہت سا مال و خزانہ انکی
فوج کے ہاتھ آیا۔ کہتے ہیں ان ایام میں دارا نے پیغام صلح شاہ منصور کی
خدمت میں بھیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کر لیوے۔ لیکن اس عالی حوصلہ شہریار
نے جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا نا کام رہا ۞

شہر سور اور غازا کی تسخیر

اس اِٹھاکیہ کی فتح میں جو ۳۳۳ قبل مسیح کے خاتمہ کے قریب سکندر
کو حاصل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت میں کمر توڑ دی اور سکندر
کے لیئے شہر بابل اور مصر کیجانب رستہ کھولدیا۔ اسی فتح نے اگیس اور فارنینیز
کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجزائر یونان خاک میں ملا دئے
چونکہ فارس والوں کیطرف سے یونانیوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے
کا اندیشہ تھا اور یونان میں انکی مدد جہازوں کے ذریعے ہوسکتی تھی اسواسطے
اس نے بحیرہ شام کے ساحل کے علاقہ کو جسکو فنیشیا کہتے تھے مسخر کرنا مقدم
سمجھا۔ یہاں مطلع صاف تھا کوئی اُسکے مقابلہ میں نہ آیا جس شہر میں پہونچا
وہاں کے لوگوں نے اطاعت کا سر جھکایا۔ مگر ناگاہ ایک بہت بڑی روک ٹوک
رستے میں پیش آئی جو دارا کے مقابلہ کی نسبت بہی زیادہ مشکل نظر آتی تھی۔
یہ شہر سور تھا جہاں کے باشندوں نے اپنے دیوتا کے گھمنڈ پر اُسے شہر

مین دخل نہ دیا۔ گو دارا کی جرار فوج کو شکست فاش دینے کے لئے ایک ہی دن کافی تہا۔ لیکن شہر سور پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینون کی محنتین درکار تہین یہ شہر جو تجارت کا بڑا مرکز تہا ایک جزیرہ پر واقع تہا جو آبنا اس جزیرہ کو بر اعظم سے جدا کرتی تہی عرض مین نصف میل تہی۔ اور عمق کا یہ حال تہا کہ بر اعظم کیطرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تہی۔ لیکن ہوتے ہوتے جزیرہ تک اٹہارہ فیٹ پانی گہرا تہا۔ اس جزیرہ کی شہر پناہ بڑی بلند اور مضبوط تہی اور سب طرح کا سامان جنگ مہیا تہا۔ کئی صدیون سے یہ بڑا دولتمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا واسطہ رہا ہے اور اسی جگہ سے قدیم باشندگان یوروپ کو جملہ ایشیائی پیداوارین دستیاب ہوتی رہی ہین جنکا ذکر بڑے یونانی نوشتون مین پایا جاتا ہے اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام معلوم سمندرون مین پہرتے رہتے تہے اور اسکے تجربہ کار تاجر بہت سے ناواقف لوگون سے جنکو وہ خود نہین جانتے تہے اور ان کے ذریعے انکے ہان سے اسباب منگوایا کرتے تہے وہان کے سوداگر امیر الامرا بنکئے ہتے اور انکے گودام ملکی اور قومی دولت اور خانگی ضروریات کے اسباب سے بہرپور تہے۔ حزقیال نبی کی کتاب کے ستائیسویں باب مین اس نہایت متمول شہر کی آسودگی اور اسکی زور مال کی افراط اور شان وشوکت کا بیان قدیم یونانی نظم مین بڑے زور سے بیان کیا گیا ہے ✦

فینشیا کے تمام شہرون نے سکندر کی آمد آمد پر اطاعت قبول کر لی۔ اور قدیم صیدا نے جو تخت اسکے انقیاد کا حلقہ گردن مین ڈال دیا۔ مگر سور نے جو اپنی بحری حفاظت پر مغرور تہا سکندر کی شرائط کو نامنظور کیا اور بڑی زبردست مزاحمت کرنے پر آمادہ ہو گیا ✦

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے ہی ایک پشتہ بنانا لازم تہا

جو خشکی سے لیکر جزیرہ تک نصف میل لمبا ہو۔ چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت سے تیار کیا۔ کہتے ہین بخت نصر بادشاہ نے بھی اس شہر کو اسی طرح کا پشتہ بنا کر لیا تھا۔ لیکن اگر یہ بات درست ہے تو وہ پشتہ کسی ایسی حکمت سے بنایا گیا ہوگا جو بعدہ بآسانی اٹھا لیا گیا ہو۔ مگر غالباً بخت نصر جزیرہ پر قبضہ نہین کر سکا ہوگا جبتک کہ اس نے پرانے شہر پر جو ساحل بحر پر واقع ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا بند ابھی تک موجود ہے۔ چنانچہ اب شہر سور بھی بر اعظم کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنے جزیرہ ساحل سے ملکر جزیرہ نہین رہا ٭

سات ماہ کامل کے محاصرہ کے بعد یورش کر کے شہر قبضہ مین لیا گیا فوج منصور نے جو اسقدر طول طویل محاصرے سے تھک گئی تھی، آٹھ ہزار محصورین کو قتل کر کے انکے خون سے دل ٹھنڈا کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر بیچے گئے۔ اگر ہم ڈایوڈورس اور کرٹیس کی شہادتون کو پایہ اعتبار مین تو شہنشاہ فاتح کو ساحل سمندر پر دو ہزار جانون کو پھانسی دینے کے جرم مین انسانی ہمدردی اور رحم کا مجرم قرار دیسکتے ہین ٭

سلطنت پارسی کا آخری مرحلہ اب طے ہوگیا اور تمام بحری بری مملکت مقدونیہ والون کے قبضہ اقتدار مین آگئی اور سلطنت فارس کے عہد مین اہل سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے بدین شرط کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیون مین جو یونانیون کے مقابلہ مین ہوا کرین۔ فارس کے لیے مہیا کر دیا کرین۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سور بھی اس سے انکار نہین کرتے تھے بلکہ انکا بھی بڑا مدعا یہی تھا کہ جسطرح ہو سکے یونانیون کو مضرت پہونچائی جاوے کیونکہ بحیرہ روم مین تجارت کرنے مین یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ انسے بڑی نفرت رکھتے تھے شہر غازہ کے محاصرہ مین سکندر کے وہ ملہ صرف ہوئے یہ ایک مضبوط

شہر خطہ فلسطین مین واقع ہے - اس شہر کے باشندون نے بہی سکندر کے تصرف کرنے مین مزاحمت کی تہی اس لیے اس نے شہر کو فتح کر کے سب باشندون کو معہ زن و بچے کے غلام بنا کر بیچڈالا *

سکندر کا اورشلیم مین پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اورشلیم کے باشندون نے بوقت محاصرہ غازہ سکندر کو نقد اور فوج بہم پہونچانے کی امداد سے انکار کیا تہا اسلیے بقول جوسیفس مورخ یہودی وہ صور اور غازا کی فتح سے فراغت حاصل کر کے اورشلیم کی جانب بڑہا - سردار کاہن جودس نامی معتام فقیہون اماموں اور باشندگان شہر اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے فاتح بادشاہ کی خدمت مین خود جا حاضر ہوا - سکندر یہہ نرالا نظارہ دیکہکر بڑا حیران ہوا - انکا قصور معاف کر دیا - خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور حسب ہدایات جودس سکندر نے ہیکل مین جا کر سوختنی قربانی چڑہائی - سردار کاہن نے بادشاہ کو دانیال نبی کی کتاب دکہلائی اور وہ فقری بتلائی جنمین یہ پیشین گوئی درج تہی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئیگا - مورخ لکہتا ہے سکندر کو اس نوشتہ پر یقین کامل ہو گیا تہا وہ سمجہتا تہا کہ جس آدمی کی بابت پیغمبر نے پیشین گوئی کی ہے مین وہی ہون - یہہ حکایت بہی ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ امین کے معبد واقع لیبیا مین گذری تہی اور جسکا ذکر ہم آگے چلکر کرین گے مورخین اس بارہ مین کچہہ نہین لکہتا اب سکندر کے راستہ مین مصر تک کوئی روکاوٹ نہ رہی - اور مصر بلا تکلف و مزاحمت ہاتہہ آ گیا - تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ خطہ مصر ایک سو برس سے بعہد کمبایسیس خلف الرشید شاہ کیخسرو فتح ہوکر داخل سلطنت ایران ہو گیا تہا اور بڑے

تاہم مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تہا مصر کی سلطنت بڑی قدیم تہی
اور قریب ایک ہزار پانسو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت
یوسف کے تہی جو کہ منجانب فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تہا
اور اس زمانہ مین دریائے نیل اس جگہہ پر بہتا تہا اس سبب سے وہ زمین زرخیزی
سیر حاصلی اور دولت کے لیے دنیا مین مشہور و معروف تہی - مگر رعایا وہان کی
حال کی مانند جاہل اور بے تمیز تہی سات روز کے عرصہ مین فوج ظفر موج براہ
بیابان بمقام پیلوسیم جو مصر کیجانب مشرق سرحدی قصبہ ہے پہونچ گئے - مصر
حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تہا مزاحمت کرنا بے سود سمجہا - اور
ملک مقبوضات یونان مین شامل ہونے دیا - مسیح سے ۵۰۰ سال پیشتر
اسیمس کے عہد سے اہل یونان کو ملک مصر مین آکر آباد ہونے کی
اجازت دیگئی تہی - اور یقیناً عہد سکندر تک وہان بہت سے یونانی آبسے ہونگے
فارس حاکمون کے ماتحت اس ملک کا انتظام ہمیشہ سے خراب رہا اور
اہل ملک انسے دب نہ سکے - یہانتک کہ اہل فارس اور اہل مصر مین اور
اہل یونان اور اہل فارس مین مصر کی حکومت کے بارہ مین ہمیشہ جنگ و جدل
ہوا کئے - مصریون کی ایرانیون سے ہمیشہ ناراض اور برگشتہ رہنے کی بڑی وجہ یہہ
بہی تہی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف تہا اور وہ اپنے
معبدون مین بجگئے کام ہی انجام دے لیتے تہے لیکن یونانیون نے اپنے
مذہب کو سیدہے سادے طور پر مصریون سے بہلا جلا دئے تہے اور انپر ثابت
کردیا تہا کہ ہمارے تمہاری مذہب کی حقیقت مین ایک ہی اصول مین -
پیلوسیم سے کوچ کرکے سکندر شہر ہیلی یوپلیس (شہر مقدس) مین جو کثرت
معابد و مقابر کے لیے معروف تہا جا پہونچا اور وہان سے مقام ممفیس مین وارد
ہوا جو اس زمانہ مین ملک مصر کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے بڑی رونق پر
تہا - مورخ قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہان سے جنوب کیجانب

بالکل نہین پڑا۔ یہان سے دریائے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینوپاک کہتے تھے جھیل میریا مین جا داخل ہوا۔ اور یہان یعنے دریائے نیل کے دہانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو آجتک بڑی تجارت کا مرکز ہے ✦

کسی حکمت عملی۔ اشتیاق یا ظاہرداری کے پیٹ مین شاید ان تینون باتون کو مدنظر رکہکے سکندر نے معبد ایمن کی زیارت کی مصر والون مین اس معبد کی پرستش ایک بڑا بھاری جاترا سمجہی جاتی تھی۔ چنانچہ اس سکندر کی زیارت سے انہین بڑا فخر اور ناز پیدا ہوا۔ آجکل اس مقام کا پتہ سوا کے قریب ۲۹ درجہ ۱۲ دقیقہ شمالی عرض بلد اور ۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہین کیونکہ یہان پر آجتک ایک بڑے عظیم الشان معبد کی کہنڈرات اور گرم پانی کے چشمے موجود ہین جو اس شہر کے قدیم مقام و قوع کی معہ اور نشانات کے تصدیق کرتے ہین۔ ایرین مورخ اپنی تاریخ مین سکندر کے مجاورون سے گفتگو اور انکے اظہار کرامات وغیرہ بہت مجمل سا لکہکر گزر جاتا ہے ہماری خیال مین یہ مورخ اس واقعہ کو چندان تاریخی وقعت نہین دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہین سمجہتا۔ دیگر مورخ یہ بہی لکہتے ہین۔ کہ سکندر کو مجاورون نے ابن الجوپیٹر کا خطاب بہی دیا تہا اور اس سے یہ بہی وعدہ کیا تہا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہوجائے گی اور تیرے نام کا سکہ ایک مرتبہ تمام روئے زمین پر چلیگا ✦

جنگ آربیلا اور دارا کی وفات

اس اثنا مین جبکہ سکندر کو یونان سے کچہہ کمک پہونچ گئی اور اس نے سلطنت مصر کا بہی بہت عمدہ قابل تسکین انتظام کرلیا تو اسے معلوم ہوا کہ شہنشاہ فارس بڑی بہاری فوج جمع کرکے جنگ کا منتظر ہے اس لئے اسکے مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنان عزیمت طرف اضلاع مشرقی کے پھیری ۳۳۱ قبل مسیح
کے موسم بہار مین اس نے شہر سور کا رستہ لیا اور وہان پہنچکر چند سے قیام
لیا وہان سے روانہ ہوکر راستہ مین دمشق کو فتح کرتے ہوی دریائی فرات کو گذر
تھیپیکس سے کشتیون کا پل باندھکر عبور کیا اور سرزمین الجیریا کے بیچون بیچ
غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچکر چلا گیا - الجزیرہ جسکو قدیم زمانہ مین میسو
پوٹیمیا کہتے تہے وہ ملک ہی جو دریائے دجلہ او فرات کے درمیان دوابہ ہی
اور جانب جنوب یہانتک کہ یہ دونون دریا بمقام شط العرب بصرہ سے چالیس
میل کے فاصلہ پر جا ملتے مین چلا گیا ہے - آخر سکندر نے دریائے دجلہ کو
اس مقام کے قریب سے کہ جہان اب شہر نینوہ کے کہنڈرات پائی جاتے ہین اور جو
اس زمانہ سے پہلے برباد ہوکر نیست و نابود ہوگیا تہا عبور کرکے آگے کا رستہ لیا
گویا تمام سفر آٹھ سو میل لمبا ہوتا ہے مگر ایرن نے اسکو بڑی بے توجہی سے
لکہا ہے اور بڑے بڑی جنگلی مہمات کی ذیل مین شامل نہین کیا - دجلہ سے
پار اترا طو یہ سے ہوتے ہوی ابہی چار منزل چلا تہا کہ کچھ سوار دارا کے گرفتار
ہوکر اسکے لشکر مین آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ دارا کا شہر اربیلا سی جسکو
اب اربل کہتے ہین بیس میل کے فاصلہ پر دجلہ او کوہستان کردستان کے بیچ کے
میدان مین ایک گاؤن کے قریب جسکا نام گوآگامیلا یعنے اونٹ کا گہر ہے
رود بادوس کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر نے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر
آدہی رات کو اس گاؤن کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو جا لیا - اسوقت
فارس والے جو شبخون کے اندیشہ سے راتون جاگتے تہے تہک کر چور ہو رہے تہے
مگر بعض جوان جی توڑ توڑ کر لڑے گو فارس کی تعداد فوج مین بہت کثیر تہی لیکن سکندری
آزمودہ فوج اور اسکے جنگ آزمودہ سپہ سالارون کے مقابلہ مین چلے میدان
کیطرح جانبین سے بڑے کشت و خون کے بعد دارا کے پاؤن اکھڑ گئے اور یہ
بزدل بادشاہ جسکو میدان جنگ سے بہاگ جانے کی بہت عمدہ جانچ آگئی تہی

ایک مرتبہ پہر اپنے باپ دادا کی سلطنت کو اپنے ہاتہہ سے لٹا کر اور جان بچا کر
شہر ہمدان کو جو صوبہ میڈیا مین واقع ہے نکلگیا - اب سکندر کو ایسے ڈرپوک
دشمن سے مطلق بیم و ہراس نہ رہا تہا بلا تکلف و مزاحمت میدان جنگ سے
آگے کو روانہ ہوا - گو یہ جنگ بمقام گوگامیلا واقع ہوا تہا لیکن جنگ آربیلا کے
نام سے مشہور ہے کیونکہ آربیلا تک سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تہا یہ شہر
آربیلا چالیس پچاس میل کے فاصلہ پر شہر گوگامیلا سے واقع ہے ؞

ایک مورخ اس جنگ کی کیفیت اس طرح لکہتا ہے جسکو دیکہکر یونانیون
کی زبردست آزمائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہا نہیں جاتا اسکا
بیان ہے کہ سکندر زرہ بکتر پہن اچہا بنکر میدان کیطرف نکلا - ایران کی فوج
ایشیائی قاعدہ کے موافق رتہون مین سوار اور تیرون کر مسلح تہی اور پچاس
مست ہاتہی جہومتے ہوئی سامنے چلے جاتے تہے - چونکہ دارا کے پاس بے شمار فوج
تہی اس لئے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چارون طرف سے محصور کرکے عدم کا رستہ دکہائے
لیکن سکندر اس سپاہیانہ پیچ کو سمجہہ گیا اور اپنی فوج کو مخروطی صورت مین اسطرح
آراستہ کیا کہ اول ایک سپاہی اسکے پیچہے دو اس کے بعد تین - اس ترکیب سے اگلی
فوج کم ہتی پہیلی زیادہ - اور تمام فوج آسانی سے تینون طرف مقابلہ کرسکتی تہی -
غرض اسطرح فوج کو کہڑا کرکے سکندر نے دہاوے کا حکم دیا - اس نادر ترکیب سے یہہ
قلیل سپاہ کثیر فوج کے قلب مین گہسی چلی گئی - اور قریب تہا کہ مخالف کو شکست
ہو کہ ناگاہ سکندر کو خبر لگی کہ پارمینون کے دستہ نے شکست کہائی یہ سنکر
سکندر اودہر متوجہ ہوا اور اوسکی فوج مین کسی قدر کہلبلی مچگئی - مگر سکندر
نے بڑی دانائی سے پارمینون کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سنبہال لیا اور ایسا
جان توڑکر لڑا کہ خون کی ندیان بہ گئین ہزارون کا کہیت پڑا آخر دارا کو بہاگنے
کا موقع ہاتہہ آگیا تہا - اسلیئے ایک تیز رفتار گہوڑے پر سوار ہو کر کوہستان
آرمینیا کو نکل گیا ؞

وقائع سکندری مین اربیلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقع ہے۔ گو دارا ہنوز مرا نہین تہا لیکن اب بادشاہ بہی نہین رہا تہا۔ اسکی سلطنت برباد اور طاقت تباہ ہوگئی تہی۔ اسکی مملکت کا بڑا نادر حصہ ہاتہ سے نکلگیا تہا۔ اور اب شاہ ظفر یاب کو تمام ملک پر تصرف کرنے مین کوئی حریف مزاحم نہین رہا تہا افسوس ہے سکندر اس وقت پے درپے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہوکر کسی قدر آپے سے باہر ہوگیا اور اسکی طبیعت اور چال چلن مین ایک تغیر عظیم واقع ہوگیا۔ اس نے بتدریج ایشیائی شہنشاہون کے جاہ وجلال تخت و تاج اور جملہ لوازم عیش وعشرت کو پسند کرنا شروع کیا۔ اور اس از خود رفتگی کی حالت مین اس سے ایسے شرمناک افعال سرزد ہوئے کہ اگر مورخون کی ساری باتین مان لین تو اسکی بہت کچہ صفائی ممکن نہین *

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے کیخسرو اور دارا ے اول کی بڑی بڑی سخت یورشون کا مقابلہ کرچکا تہا۔ اب بلا مزاحمت اقبال سکندری کا لوہا مان گیا۔ سکندر برنجی دروازون سے ہوکر شہر مین داخل ہوگیا۔ اسکے خیر مقدم کے لئے لوگون نے پہول برسائے اور بخور سلگون شہر اور چینے سامنے لائے۔ سکندر نے پہلے بادشاہون سے ایک نرالی تدبیر تسخیر قلوب کی نکالی ہوئی تہی۔ بادشاہ زرکسز آتش پرست نے اپنے دور مین بابل کے عتیق معبدون کو خاک مین ملاکر اور بعل کے بڑے بت کو توڑ کر خادمان دین اور مجاورون کو مار ڈالا تہا۔ لیکن سکندر نے برخلاف اسکے بڑے بت کے معبد کی حفاظت کا سامان تجویز کردیے اور کالدی فرقہ کے خادمان دین نے بتلائے ہوئی آئین پر بعل کے حضور مین قربانی چڑہا کر اپنے آپ کو مرتدون کے زمرہ سے پکا معتقد ثابت کیا۔ بادشاہ کی طرف سے بابل والون کو حکم ہوگیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرلو۔ لیکن یہودیون نے بمنت چاہا کہ بادشاہ بتخانہ بنانے کی تاکید نکرے۔ چنانچہ سکندر نے انکی درخواست منظور کرلی۔ معقدونیہ والے بابل سے کوچ کرکے بیس روز کے عرصہ مین شہر سوسا مین

جو دریائے کیرہ کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جا پہونچے یہ شہر اس زمانہ مین شاہان فارس کا خاص مسکن تہا۔ اور اُنکے خزائن خاصکر یہین محفوظ رہا کرتے تہے جو سکندر کے ہاتہ آئے ✦

اِس شہر سے دریائے کرون کی جانب سے راہ پیما ہوا۔ اور وہان سے وادی رقم ہرمز سے گذرتے ہوے دروہ قلعہ سفید سے جہان خاص فارس کو رستہ نکلتا ہے ہوکر چلا گیا۔ اس کا منشا تہا کہ شہر پرسی پولیس کو جو دارالخلافہ فارس تہا اور شیراز کے قریب آجتک اسکے کہنڈرات بنام چہل منارہ پائے جاتے ہین مسخر کرے یہان پہنچکر اس نے دارا کے تخت پر جلوس کیا اور تسخیر شہر سے بتیس کروڑ روپیہ اسکے ہاتہ آیا یہ تمام مال و زر اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نثار رفیقون مین تقسیم کیا۔ مگر افسوس ہے کہ اسنے چلتے ہوئے اس شہر کو نشہ کی حالت مین ایک گمنام عورت کے بہکانے سے جو اسکے لشکر کے ہمراہ تہی جلوا دیا۔ بعض مورخون کا یہی گمان ہے کہ مسلمانون نے اپنی باری مین جلایا ہوگا۔ لیکن بعض دیگر مورخ اسطرح بہی لکہتے ہین کہ جب سکندر پرسی پولس مین پہونچا تو بدقسمت یونانیون کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر قید کر رکہا تہا اسکی ملاقات کو آیا۔ سکندر ظلم اور بیرحمی دیکہکر تہرا اُٹہا اور آنکہون مین آنسو بہر لایا اور انسے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ تم گہبراؤ مت مین تمکو بحفاظت تمام یونان کو بہیجدونگا۔ مگر اُنہون نے عرض کی کہ آپ ہمین یہین رہنے دین کیونکہ اب ہماری صورتین مسخ ہوگئی ہین اور اس قابل نہین رہین کہ عزیز و آشنا انہین دیکہکر نہ ڈر جاوین۔ انکی بیکسی اور دارا کی سنگدلی دیکہکر سکندر کی آنکہون مین خون اتر آیا۔ قتل عام کا حکم دیا اور شہر کو مسمار کروا دیا ✦

کہتے ہین اس وقت مقدونیہ کے ایک باشندی نے سکندر کو تخت پر رونق افروز دیکہا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بدقسمت

مین جنہون نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوے نہین دیکھا +

۳۳۰ قبل مسیح مین پرسی پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کیطرف کوچ کیا شہر مین پہنچکر اسکو معلوم ہوا کہ دارا قدیم شہر رے کے رستے کوہ البرز کے درون سے ہوتے ہوے کسی سے پناہ چاہنے کی تلاش مین صوبجات بخارا مین بحیرہ خزر کو چلا گیا ہے لیکن یہان آکر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا کے ایک حاکم نے جسکا نام بسیس ہے سلطنت کی ہوس مین اسے پا بزنجیر کر رکھا ہے۔ جب دارا اربیلا کے میدان جنگ سے بھاگ گیا تھا تو یہہ شخص اسکی ہمراہ تھا۔ اسلیے دارا نے اسکی خدمات کے عوض مین اسکو اپنی ہی سبہی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا +

ہمدان مین پہونچکر تھسلی والون اور دیگر کئی ایک ریاستون کے یونانی سپاہیون کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باعزاز تمام انکو علیحدہ کر دیا۔ اور علاوہ تنخواہ چکا دینے کے انعام واکرام سے بھی مالا مال کر دیا بعض نے بخوشی سیر و سیاحت اور مہمات مین شریک رہنا پسند کیا۔ چنانچہ وہ بطور والنٹیر فوج کے رکھ لئے گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنے گھوڑے بادشاہ کے پاس فروخت کر دئے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ تک سرکاری جہازون مین پوری حفاظت سے پہونچگئے +

سکندر کا یہہ سفر جو اس نے رے سے لیکر (جسکے وسیع کہنڈرات طہران کے قریب کوسون نظر آتے ہین) ہندوستان مین داخل ہونے تک کیا ہے۔ بلکی مہمات مین بڑا مغلق اور بے سروپا ہے صرف ایرین کی مختصر سے تحریر سے کسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے ورنہ دیگر مورخ اسکو اور بہی ایسا پیچیدہ کر دیتے ہین کہ سمجھہ مین نہین آسکتا۔ ہم بلا مزاحمت یہ قبول کرنیکو تیار ہین کہ ایرین نے جو سکندر کے تیز و تند اور صعوبت آمیز سفرونکا اسقدر تعجب انگیز پہرتی مین طے ہونا بتلایا ہے۔ وہ حالتون سے خالی نہین یا تو

اسنے مبالغہ سے کام لیا ہے اور یا اس سے ملک کے حالات اور وسعت کی لاعلمی سے ایسا لکہا گیا ہے غرض ہر کیف اتنے اتنے بڑے سفر کا اتنی جلدی طے ہونا بعید از قیاس ہے۔ لیکن پہر بھی یہ باور کر لینے مین ہمین کچہہ تامل نہین کہ پہر حال چنگیز خان اور تیمور لنگ نے انہین دشت اور بحر و بر کو اس تیزی سے طے نہین کیا تہا۔ جغرافیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض نے لاعلمی سے ایسے گڑبڑ کر دئے ہین کہ جو شخص انکے جاننے والا ہے وہ دیکہکر بڑا متعجب ہوتا ہے +

رے سے چلکر مقدونیہ کا دلاور کوہ البرز کی ایک تنگ سی گلی سے جسکو وہ خفت کہتے ہین ہو کر نکلا۔ اور ایک رات مین دارا کے تعاقب مین پارشیا کے جہلسے ہوئے ویرانہ پر پیادون کو گہوڑون پر سوار کر گئے۔ ۵۰ سٹیڈیا کا فاصلہ طے کیا سکندر بڑی تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تہا کہ آخر اس نے صرف چند سوارون سے جا لیا۔ بلیس سمجہا کہ سکندر کا سارا لشکر مجہپر آپڑا ہے گہبرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بہی ساتہہ لیجانا چاہا۔ مگر اوس نے انکار کیا اور جواب دیا کہ مجہے تیری قید سے سکندر کی قید اچہی ہے۔ اسپر اس ظالم کے دو پارسی نوکرون نے اس بدنصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت زخمی کیا اور مردہ سمجہکر سڑک پر ڈالدیا اور خود چہہ سو سوارون کو ساتہہ لیکر نکل گیا۔ جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہونچے تو اسے حالت نزع مین پایا ایک سوار سے اسنے پانی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا۔ دارا نے مونہہ سے لگایا اور کہا کہ اب پیالۂ عمر لبریز ہے اور مین تجہکو انعام دینے کی قدرت نہین رکہتا اسکا صلہ سکندر دیگا اور سکندر کو خدا جزا دے گا۔ کہ اسنے میری بیوی اور بچون کے ساتہہ شاہانہ سلوک کیا ہے۔ یہہ سوار

ف قدیم یونانیون اور اہل روما مین سٹیڈیا ایک فاصلہ ناپنے کا پیمانہ تہا۔ یہہ ۶۰۶ فٹ ۹ انچہ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ۵۰ سٹیڈیا قریب ۶ میل کے ہوتے ہین +

کے ہاتھہ مین ہاتھہ دیا اور کہا کہ یہہ ہاتھہ مین سکندر سے ملانا چاہتا تھا منہہ مین یہی کلمہ تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ سکندر نے پہنچکر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چغہ اسکی لاش پر ڈالدیا۔ پہر شاہانہ کروفر سے اسکی تجہیز و تکفین کر کے پرسی پولس کے قبرستان مین جہان دیگر شاہان ایران کی قبرین تہین بغرض تدفین بہیجدیا +

دیگر فتوحات فلوطس کی وفات

قدیم صوبہ ہرکینیا کی جانب جسمین جدید ماژندران کا کچہہ حصہ بہی شامل ہے فوج نے کوچ کرنا ہی شروع کیا۔ یہہ خطہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑون سے محیط ہے اور اسکی دوسری طرف ایک ڈہلوان میدان ہے جو کہ بحیرہ خزر کے کنارون تک پہیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تھا کہ وہ رہے سہے مسلح یونانی جو شاہ فارس کی ملازمت مین تہے اور اب پراگندہ ہو رہے ہین ضرور مغلوب کرنے چاہئین۔ ورنہ شرقی ممالک مین جانا خالی از خطرہ نہین ہوگا کیونکہ وہ میری غیبت مین ضرور شورش مچاوینگے اور وہ صوبجات جو ابہی زیر تصرف آئے ہین ہاتھ سے نکل جائینگے۔ سکندر نے انکو پیغام بہیجا کہ وہ اپنے آپکو خود بخود حوالہ کردین تو انکے لئے بہتر ہوگا۔ چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا اور خود بخود اسکے قیام گاہ پر آملے۔ سکندر نے مصلحت سمجہکر انہین معاف کردیا۔ بلکہ انمین سے بہتون کو اسی تنخواہ اور انہین خدمات پر جو دارا سے مقرر تہین اپنے ہمراہ لے لیا۔ انکی تقلید مین شاہ دارا کے چند سفیرون نے بہی جو یونان کی لیس ڈیمون مین تہے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا۔ مگر سکندر نے انہین قید کر لیا

صوبہ پارتیشیا کی دارالامارت شہر ڈیکارطامین جسکے مقام وقوع کا اب مطلق سراغ نہین ملتا۔ سکندر پندرہ روز فروکش رہا۔ یہان سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑہا - یہہ شہر واقع ملک ایریا تہا - جو کہ صحرائے نمکین کلان کے پاس ہے - سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سے جسکا پہل اُسے ہمیشہ اچہا ملتا رہا صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض کردی اور نہایت دور دراز ممالک کو پامال کرنیکا عزم کیا ✤

بلیس مکار بخارا مین جو سلطنت ایران کے دور دراز مقبوضات مین شامل تہا مقیم تہا - یہان اُسکے ارد گرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا خدمت کرنے کو موجود ہو گئے تہے - یہ آرٹیکسر کسیز اپنا نام مقرر کرکے سر پر شاہان پارس کا تاج شاہی رکہہ تخت پر بیٹہہ گیا - اور ایشیا کی مملکت کا نیا مدعی بن بیٹہا - سکندر نے بخارا کیطرف رخ کیا - لیکن اُسکو خبر پہونچی کہ جس حاکم کو صوبہ ایریا کا انتظام سپرد کر آیا تہا اُس نے بغاوت کی ہے - سکندر نے بمجرد سننے اس منحوس خبر کے ایک دستہ سواروں کا معہ کچہہ نیزہ برداروں کے پائے رکاب لیکر اپنے کبہی نہ ہارنے اور نہ تہکنے والی طبیعت اور سدا وفادار ہمرکابیون سپاہیون کے قصد پسپا ہونے کا کیا اور اس مقام سے جہان شہر مشہد و نشاپور واقع ہین ہوتا ہوا دو روز مین چہہ سو سٹیڈیا طے کرکے شہر ہرات مین جو اس صوبہ کا دار الخلافہ تہا وارد ہوا - یہان نیا حاکم مقرر کرکے سرزمین سارنگی اور اُسکی دار الحکومت کیجانب پہر چل کہڑا ہوا یہہ تو بالکل پتہ نہین لگتا کہ یہہ مقامات کہان واقع تہے تاہم دریائے ہلمنڈ کے کنارہ پر کسی مقام پر ہونگے ✤

یہان سکندر کے ہاتہ سے ایک ایسا ظلم ناحق سرزد ہوا جسنے کہ ہمیشہ تک اُسکے نام پر بدنما دہبہ لگا دیا - سکندر کے وفادار جرنیل پارمینین کا بیٹا فلوطس بادشاہ کے برخلاف سازش کرنیکا مجرم قرار دیا گیا - شاید جرم واقع مین درست ہوگا - لیکن اہل مقدونیہ جنہون نے باہم اسے سکندر فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم ثابت ہوگیا ہے اور تیرون سے اڑا کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کی - دہر باپ صوبہ

میدیا مین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تھا۔ سکندر نے ایک معتبر کے ساتھ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالارون کے نام حکم بھیجا کہ پارمینین سزا سے مرگ کا مستحق ٹھرا ہے اسکو شربت موت جلد پلا دینا چاہیئے۔ اسی طرح۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو ایرانی بادشاہ اپنے گورنرون سے ڈرکر انکے پوشیدہ قتل کرنے کی سازشین کرتے تھے۔ پارمینین کے جرم کا مطلق کوئی ذکر نہین اور چونکہ وہ بے قصور معلوم ہوتا ہے اس لئے نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی رنگ مین آکر کمینہ پن سے بیٹے کو مروا کر اور باپ کے خفا ہوکر آمادہ انتقام ہونے سے ڈرکر اسکو بلا قصور خفیۃً مروا دیا ✦

سکندر جیحون سے عبور کرکے سیحون پر پہونچتا ہے

سکندر کی فوج گھاٹی ہلمند سے جا گذری۔ اس زمانہ مین یہان ایک قوم آباد تھی جو کہ بڑی نیک نہاد اور مسافر نواز تھی۔ کیخسرو اول جب اس راستہ سے گذرا تھا تو اُس نے اِن لوگون کے سلوک اور مہمان نوازیان دیکھکر انکا نام اوروسنگی یعنی محسن رکھدیا تھا۔ وہ لوگ سکندر سے بڑے سلوک و ادب سے پیش آئے چنانچہ اس نے انپر بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ ایک اور قوم مسمٰی اوروکولی اسی نواح مین بستی تھی۔ اسکو بھی سکندر نے مطیع کیا۔ یہ سب کام معارکی کے فتح کے موسم سرما مین ختم ہو گئے۔ برفباری کی شدت۔ خوراک کی قلت اور سپاہیون کے مصائب سب فوج سکندری مین آ اکٹھے ہوئے لیکن اس عالی ہمت سپہ سالار نے اپنی ذاتی لیاقت اور سختیان جھیلنے کی عادی ہمت سے اِن سب تکالیف کے رہتے تن پہاڑ طرفۃ العین مین اوڑا کر اپنے لشکر کو مایوس نہ ہونے دیا ✦

سکندر نے یہان ایک شہر آباد کیا۔ اور اسکا نام سکندریہ رکھا اب اس شہر کا نشان معلوم نہین۔ مگر بعض جغرافیہ دان قیاس کرتے ہین کہ غالبًا

یہہ شہر قندھار ہوگا۔ یہانسے کوہ ہندوکش کے مغربی جانب سے ہوکر گذرا
یونانی مورخ کہتے ہین یہہ وہ پہاڑ ہے جو ان دریاؤن کے درمیان جو شمال کو بہکر
وسط ایشیا کی جہیلون کو پر کرتے ہین۔ اور ان دریاؤن کے جنوب کو بہکر سمندر
مین گرتے ہین حد فاصل ہے۔ وہ لکہتے ہین یہہ پہاڑ بہت بلند اور صفا تہے اور
بہت سی مخلوق کے مسکن تہے کیونکہ یہان مویشی کے لئے چارہ ملسکنے کی وجہ
سے بہت سی خانہ بدوش فرقے جمع ہوجاتے تہے بیسس ہیگوراون پہاڑونکی شمالی
جانب ملک کو غارت کرتا پہرتا تہا اور جسے پاتا عدم کو پہونچا دیتا۔ کیونکہ اسکا
مطلب تہا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو پیچہے پڑا ہوا ہے رستہ دشوار گذار
ہوجاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہین کہ سکندر آگے بڑہتا گیا۔ گو یہہ سفر
بہت صعوبت خیز ہوگیا تہا۔ خورش میسر نہین ہوتی تہی اور برف بہی خون
کرنا چاہتی تہی لیکن وہ بہادر عزم مصمم کئے بڑہا گیا اور اسکی ہمت مین مطلق
فرق نہ آیا ✤

سکندر کے سر پر آپہونچنے پر مسیح سے ۳۲۹ سال پیشتر ایرانی غاصب
(بیسس) دریائے جیحون عبور کر گیا اور کشتیان جلا کر صوبہ سغد کے ایک
شہر نوطیکا مین جا گہسا۔ سکندر نے آگے بڑہکر آرنوس اور بیکٹرا پر قبضہ
کرلیا۔ کہتے ہین کہ یہہ بیکٹرا اسی مقام پر آباد تہا جہان اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ
یہہ مقام بہی رستہ اسی پتہ پر ہے جہان سے کہ سکندر اعظم گذرا ہے
ایرین مورخ لکہتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جسقدر دریا جنکو سکندر اعظم نے عبور
کئے ہین انمین سے جیحون سب سے بڑا دریا تہا جسکا پاٹ چہہ سٹیڈ یا تہا معلوم
ہوتا ہے سکندر ماہ مئی یا جون مین اس دریا سے گذرا ہے کیونکہ ان ایام مین پہاڑون
پر برف کے پگہلنے سے دریا طغیانی پر ہوتے ہین اور انکے پاٹ بہی فراخ ہوجاتے ہین
وہ اس پانی کی رو بڑی تیز اور عمق بہت زیادہ بیان کرتے ہین۔ اور لکہتے
ہین کہ کنارہ پر کشتیان وغیرہ بنانے کے لئے لکڑی بالکل دستیاب نہین ہوتی

تھی - بڑی مشکل سے سکندر کی فوج نے اپنے خیموں تنابوں مین گھاس اور گھنڈی
وغیرہ لپیٹ اور باندھ کر انکے ذریعے دریا کو عبور کیا اور یہ کام بمشکل پانچ روز
مین ختم ہو سکا - دریا کے پار ہونے سے پیشتر سکندر نے اپنے کمزور اور بوڑھے
سپاہیون کو ملازمت سے سبکدوش کر کے وطن بھیجدیا - چنانچہ انمین بہت سے
اہل تھسلی والنٹیر شامل تھے ◆

آخرکار مکار غدار بیسس سکندر کے ہاتھ آگیا - اُسنے اُسکے کان اور ناک
کٹوا کر ہمدان مین بھیجوا کر قتل کروا دیا ◆

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمرقند کا رستہ لیا جو مقام اسکے بعد زمانہ
مین تیمور کی زبردست سلطنت کا پایہ تخت بھی رہا ہے - سکندر کے دل کو فتوحات
سے مطلق سیری ابتک نہین ہوئی تھی - وہ چاہتا تھا کہ سارے دنیا
کھنگال ڈالون اور جتنا عرصہ اسکی حیات مستعار نے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا
رہا - چنانچہ اُسنے عنان عزیمت اب مشرق کیطرف منعطف کی اور خطہ ماوراالنہر
کو دونو نیت چھانکر دریائے سیحون کے کنارہ پر جا پہونچا - یہان سکندر نے چاہا
کہ بالفعل کے لیئے اپنے مقبوضہ ممالک کی سرحد ان وحشی اور خانہ بدوش باشندگان
سائتھیا کے مقابلہ مین قرار دون - تاکہ آگے بڑھ کر تاخت و تاراج نہ کیا کرین
یہ لوگ اس عہد مین وہان رہتے تھے جہان آجکل فرقہ کرغیز کا مسکن ہے
باغی لوگ بھاگ کر چند متصلہ شہرون مین پناہ گزین ہوئے تھے جنکو سکندر نے
جلدی ہی ایک ایک کر کے تسخیر کر لیا - اور پھر اُسنے شہر سائروپولس پہ تاخت
کی اور اسکو فتح کیا - یہ شہر دریائے سیحون پر واقع تھا اور شاہ کیخسرو نے
اسی وقت یا قریب [illegible] سال پیشتر اپنے نام کی یادگار مین اسکی بنیاد ڈالی -
[illegible] خیال کرتے مین [illegible] یہ شہر خجند ہوگا ◆

ا؎ شاید سکندر نام [illegible] سکندر کی آہنی حد قرار دینے سے مراد ہو کیونکہ جن لوگون کی
تاخت کا [illegible] سکندر کو خیال تھا وہ یاجوج ماجوج سے کم نہ تھے ◆

شہر خجند پر قبضہ کر کے سکندر نے اہل سا ہتھیا کی فوج پر چڑھائی کیا اور دریائے سیحون کے پار تک سخت گرما کی دھوپ مین انکا تعاقب کئے گیا۔ آخر دھوپ کی شدت اور سیحون کا کھارا پانی پینے کی وجہ سے (کیونکہ وہان اور پانی میسر نہین ہوتا ہے) فوج اور خود بادشاہ بھی بیمار ہو گئے اور بجز واپس لوٹ آنے کے اور کوئی چارہ نہ سوجھا سکندر نے اس دریا پر اپنی یادگار مین ایک شہر بنام سکندریہ تعمیر کروایا اور اوسکو اپنے ممالک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا +

سکندر اپنے رفیق کلائطیس کو قتل کرتا ہے

بغرض آرام کرنے لشکر کے سکندر نے حکم دیا کہ اس سال کے اختتام تک مہمات اور فوجکشی موقوف کردیجاوے چنانچہ دریائے سیحون کو عبور کر کے بیکٹریا سخت موسم سرما کے آمد آمد دیکھکر مقام کر دیا۔ یہان سکندر نے بتقریب کسی ایک یونانی تیوہارون کے پے در پے جلسے کئے اور انمین اس کثرت سے شراب پی کے بدمست ہونے لگا اور اس بدمستی کے عالم مین سکندر نے اپنے رفیق کلائطیس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکھتا تھا قتل کر دیا

سکندر کے غیظ و غضب کا تھرما میٹر اس وقت اعلی درجہ کی ممکن حرارت پر پہونچ گیا تھا اور وہ ایسا بیخود ہو گیا تھا کہ اس سے ایک ایسی شرمناک اور اندوہگین حرکت سرزد ہوئی کہ اسکے نیکنام کی سفید چادر پر ہمیشہ کے لئے میلا داغ لگا دیا۔ اس وقت اسکی طبیعت ایسی خوشامد پسند ہو گئی تھی کہ اس نے چاپلوسی کرنے والے خوشامدی ٹٹوؤنکو صرف یہی اجازت نہین دے رکھی تھی کہ اسکو عزت حرمت اور درجہ مین اسکے باپ فیلقوس سے اعلی قرار دین اور اسکی باپ کی شہرت کو اسکو امین دیوتا کا بیٹا قرار دینے سے مٹا دین تا کہ ہرکلیز کیطرح وہ بھی دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے۔ بلکہ فیلقوس کے آخری زمانہ کے فتوحات کی تحقیر

کو بھی اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تھا۔ کلائیطس ایک اس قسم کا آدمی تھا
جسکو دل مین قدیم یا تونگی عزت اور قدر کنندہ تھی۔ اور اپنے مرحوم بادشاہ
فیلقوس کو بھی بیحد سراہتا تھا۔ سکندر کے یہہ ناسزا اطوار اور گستاخانہ
جلسے کلائیطس اپنا ایسا کو تو بالکل پسند نہین تھے۔ فیلقوس اور مقدونیہ
کے پاہیون کی تحقیر کی باتین جنکا ارتکاب خوشامد پسند سکندر اور اسکے
خوشامدی خادم روزمرہ کیا کرتے تھے کلائیطس کی اس سے بڑی دلشکنی
ہوتی تھی۔ سکندر پہلے سے پیلو مین آلو شراب نے اسکو بھی پاگل کر رکھا
تھا اس نے سکندر کے خوشامدیون اور چاپلوسی کرنے والون کو جنہون نے
ہمہ یالس پر جڑ نا گوار بھی گمراہ کر رکھا تھا سخت ملامت کی۔ اور سکندر کے
سامنے چلا گیا۔ علانیہ طور پر باپ کو بڑے شد ومد سے بیٹے پر ترجیح دی اور
کہا کہ اے سکندر! تیری فتحیابیون اور ملک گیریون کا باعث صرف یہی
برجستہ فوج ہے جسکو فیلقوس نے تیار کیا تھا تیرے ساری فخر اور عزت
کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکے بڑے بڑے رکن اور سپہ سالار مثل پارمینو
اور اسکے بیٹے کے قتل کئے گئے ہین اور اسکے سپاہی چاوی زمین فارس
کی مہمون مین چور ہو گئی ہین۔ جیون جیون سکندر کو اسکی باتون سے غصہ
زیادہ آیا۔ کلائیطس بھی آشفتہ ہو ہو کر اسی قبیل کی باتین کہتا گیا۔ اور
آخر کار زیادہ جوش مین آکر کہا دیکھہ سکندر جنگ گرینیکس مین اس
ہاتھ نے تیری جان بچائی تھی! مین تو سچ سچ کہونگا اور جو سچ کہتا ہے وہ
لکتا ہے تو آئندہ وحشی غلامون کو اپنے دسترخوان پر طلب کیا کر۔
سکندر کے نوکرون نے اسکی خنجر اسکی کمر مین نہین رہنے دی تھی اور
جبکہ وہ کلائیطس کیجانب غصہ سے جھپٹا تو اسکے خاصے کے محافظ جسم
افسر اسکے گرد لپٹ گئے۔ اور بعض دوسرون نے کلائیطس کو اسکی سامنے
سے پرے ہٹا دینے کی کوشش کی لیکن تو بھی کلائیطس کی زبان سے کلمات طعن

و تشنیع بند نہیں ہوئی تھی۔ اسلیئے سکندر کا غضب وہی افروختہ ہوا اور
اُسنے نہایت شدت غضب سے کہا کہ شاید میرے خدمتگار بھی مجھسے وہی
سلوک کرنیکو تیار ہین جو دارا سے بسوس نے کیا تھا۔ آخر خدمتگارون سے
سکندر سنبھالا نہ جا سکا اور ان سے چھوٹ کر کلائیٹس کے جگر مین
ایک خنجر آبدار وار پار کر دیا۔ یہ خنجر اُسنے جلدی سے ایک خدمتگار
کی کمر سے کھینچ لیا تھا۔ ہاتھ سے خنجر رکھا اور زبان سے یہ طعن و عتاب تو بھی
کلائیٹس اور پارمینو کے ساتھ ہی فی النار و السقر ہو" +

جونہی اپنے دوست کو سکندر نے خاک و خون مین غلطان جان توڑتے
دیکھا تو فی الفور اسکا نشہ کافور ہو گیا۔ اور غش آگیا۔ اسکو اس سانحہ جانکاہ
سے ایسا قلق پیدا ہوا کہ تین شبانہ روز بستر پر پڑا رہا۔ کھانا پینا
موقوف اور باربار کلائیٹس پکارا کیا اور اب اُسکے نام کو اپنی انالنسی کے
نام کے ساتھ اپنی جان کا دوسرا محافظ سمجھکر ضم کر لیا +

تاریخی کے عاشقون کو معلوم ہوگا کہ شدت کی خود نمائی اور خوشامد پسندی
سے یہ سارا نتیجہ نکلتا ہے اور انکسار و خاکساری جسکو سکندر نے قطعاً فراموش
کر دیا تھا وہ کیسے امن و امان کی چیز ہے۔ اب سکندر کے وفور غم نے اُسکے ساتھیون
کو تنگ کر دیا۔ راہبون نے معلوم کیا کہ یہ کسی دیوتا کی خفگی کا نتیجہ ہے اسلیئے
اُسے قربانی دینے کا ارشاد کیا۔ دربار کے سفہا فلاسفرون اور مدبرون
نے اسکی اس عمدہ خیالی کی تعریف کی اور اسکو کہا کہ یہ غم جو بادشاہ کرتا ہے
یہ محض شاہانہ فیاضی مین داخل ہے ورنہ حضرت سلطان کی رائے ہی قانون
ہے فوج نے بھی یک زبان ہوکر اپنی رائے ظاہر کی کہ کلائیٹس کا قتل جایز تھا
اور یہ بادشاہ سلامت کی علو ہمت اور عظمت شان مین شامل ہے
کہ وہ اپنے مقتول دوست کو خود مدفون کرنا چاہتا ہے اسوقت سکندر نے
خطاب شہنشاہ اختیار کر لیا تھا ایرانی تاج سر پر رکھکر دربارون مین زرق و برق

کی پوشاک پہنتا ہے۔ سکندر کے بعض ارکان دولت کو اسکا تزک و احتشام
ایک آنکھہ نہ بہایا۔ خصوصاً وہ امرا جو برابری کے دعوے پر ساتھہ آئے تہے
اُس سے بیزار ہو گئے اور اسکی برائیاں کرنی شروع کین۔ ان دنون کچہہ تو سکندر
خوشامد پسند اور متواتر کامیابیون سے خود نما بہی ہو گیا تہا اور کچہہ اُس پتہر سے
جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پہینکا گیا تہا اور اسکے کندہے پر لگا تہا اسکے
دماغ مین فتور آ گیا تہا اور ضعف بصری بہی ہو گیا تہا۔ اسپر مے نوشی کی کثرت
نے اور بہی اُلو بنا دیا اور ایسے بُرے افعال کا مرتکب کر دیا تہا۔

موسم بہار مین مسیح سے ۳۲۸ سال پیشتر سکندر نے پہر دریاے جیحون کو عبور کیا
اور اپنی بکمزرگاہ پر یادگار کے لئے ایک بانی اور ایک تیل کا فوارہ لگا دیا۔ پہر
سمرقند کیجانب دوبارہ عنان عزیمت منعطف کی۔ بدین غرض کہ ملک کے
امن مین اگر خلل واقع ہو گیا ہو تو دوبارہ امن قایم کرے چنانچہ آیندہ
سرما نہایت سرد موسم بمقام ناطیقا بسر کیا۔ کیونکہ یہ ملک ایسا سرد
سیر تہا کہ موسم سرما مین کام کرنا محال ہو جاتا تہا۔ آیندہ موسم بہار مین
۳۲۷ سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط پہاڑی قلعہ پر کہ جسمین اوگزرٹیز
بخاری نے اپنی عورت اور دختر کو چہپا کر محفوظ رکہا ہوا تہا حملہ کیا۔ اس
بلند مقام پر چڑہنا نہایت دشوار تہا۔ اور محصورین کے پاس اسباب ضروری
بہی بافراط موجود تہا۔ علاوہ اسکے گذشتہ سرما کی برفباری نے
چٹانون پر چڑہنا نہایت مشکل کر دیا تہا۔ مگر تاہم سکندر کے چند منچلے
جنگ آزمودہ بہادرون نے آہنی میخون اور مضبوط کتانی رسیون کی مدد سے
جو خیمون کے کام آتی ہین رات کے وقت قلعہ کی ایک ترچہی دیوار کے سر
پر جا چڑہے اور دفعتاً شور مچا کر محصورین کو ایسا گہبرا دیا کہ انہون نے
اطاعت قبول کی۔ اس چہوٹی سی مہم سے سکندر کو صرف اسی گڑہی پر
ہی تصرف نہ ہوا بلکہ تمام صوبہ صغدی مین نہایت مضبوطی سے [illegible]

تہا بلکہ وہان اُسے ایک ایسی خوبصورت عورت (رَوختر اوگزرٹیز) بہی ہاتہہ لگ گئی جسکو اُسکے ہمراہیون نے ایسی خوبصورت بیان کیا ہے کہ دارا کی عورت کے سوا تمام ملک ایشیا مین انہین اور کوئی ایسی مہ پارہ عورت دیکہنی نصیب نہین ہوئی ✦

مہم ہندوستان

سکندر نے اسطرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کرکے بعد انقضائی موسم بہار جنوب کیجانب بڑہنے کا قصد کیا اور کوہ قاف سے گذر کر اسکندریہ کیجانب رُخ کیا۔ اسکندریہ سے لیکر دریا سے سندہ تک فوج کے راستہ کا پتہ لگنا البتہ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ سکندر کے راستہ مین اس سفر کے درمیان دریا سے چواسپس (دریاے کابل) اور دریائی گاریس آتے ہین جنکو اسکے ہمراہیون نے بڑی بڑی ندیان لکہا ہے۔ سکندر نے ان بعد شہر مساگا (میگلور) کو فتح کیا کیونکہ پولٹیکل مصلحت کے لحاظ سے وہ بہی خاص ضرورت کا مقام تہا۔ اور پہاڑی قلعہ آرنولس بہی کمال جد وجہد کے مقابلہ کے بعد قبضہ مین کر لیا۔ اس پہاڑی قلعہ کی فتح کو مورخ بڑا قابل تحریر واقعہ تصور کرتے ہین۔ کیونکہ اسمین محصورین نے بہی زبردست مقابلہ کیا تہا اور اندر سے جواب ترکی بترکی دیا تہا۔ لیکن تاہم سکندر کی نہ تہکنے والی ہمت اور بلند پرواز حوصلہ نے کامیابی حاصل کی اب یہان سے فوج اپنے لئے آپ سڑک تیار کرتی دریاے انڈس (سندہ) کے کنارے پر پہونچی اور کشتیون کے پل کے ذریعہ سے جو عالی (ربطلیموس) اور ہیفسٹین نے یہان پہلے سے پہونچکر تیار کیا تہا آیرین کہتا ہے کہ نہ تو اسطوبولس اور نہ عالی ہی نے ہمین بتایا ہے کہ وہ پل کسطرح تیار کیا تہا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غالبًا دریا مین کشتیان ڈالکر انکو شہتیرون سے مضبوط جکڑ دیا ہوگا اور کشتیون کو رسی زنجیرون کے ساتہہ دریا مین پتہر وغیرہ ڈالکر روک دیا گیا ہوگا۔ چونکہ کشتیان ساکن ہوگئی ہونگی معلوم ہوتا ہے کہ فوج سکندری

نے نومبر اور اپریل کے مہینوں کے درمیان دریائے سندہ کو عبور کیا ہوگا - کیونکہ
انہیں مہینوں مین اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہین ورنہ باقی سال کے مہینہ
یہہ دریا طغیانی پر رہتا ہے - سکندر نے سوم سرا چونکہ دریا کابل اور سندہ کے
درمیان گذرا [illegible] سے [illegible] واقع [illegible] ہے کہ ہندوستان مین ضرور
[illegible] قبل [illegible] ۴۰ برس ہوا ہوگا اور راستہ جو اس نے لیا یہہ کیا
وہی [illegible] تہا جو اسکے بعد تیمور اور نادر شاہ نے ہندوستان کی لوٹ مار کی
غرض مین پامال کیا تہا - ہندوستان کا پہلا شہر جسمین عساکر سکندری نے
بیشمار مقابلوں اور [illegible] آزمائشوں کی کوفت کے بعد آرام لیا تہی ٹکسلا کے نام سے
منسوب کیا [illegible] بمقام کامان خیال ضلع راولپنڈی مین پتہ لگتا ہے
وہانکے بادشاہ نے جسے یونانی ٹیکسلیس لکہا ہے بلا تکلف اطاعت و انقیاد
قبول کیا - ہندوستان کا میوہ بہت مشہور ہی ہے یہہ سکندر کو بہی خوب ہی
مفید پڑا اور خوشگوار معلوم ہوا - کیونکہ ہندوؤں کے تمام چہوٹے بڑے راجوں مہاراجوں
مین پہلے ہی سے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی زوروں پر تہی جسسے فوج
مقدونیہ کی حکمی ظفر یابی نے فائدہ اٹہایا - فوج ظفر موج نے دریائی ہائیڈسپس
(جہیلم) کیجانب رخ کیا - یہہ دریا بہت بڑا تہا اور موسمی بارشوں سے لبریز ہو رہا
تہا وہی کشتیاں جو دریائے سندہ پر پل بنانے کے کام آئی تہین توڑ تاڑ کر یہانتک
لائی گئی تہین اور سلطان سکندر کا ارادہ تہا کہ یہان بہی انکے ذریعہ سے فوج
عبور کرے - لیکن لبریز دریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے
کنارہ پر آمادہ پیکار نظر آیا - یہہ دشمن راجا پورس تہا جسکے زیر لواس نواح
کا بہت سا ملک تہا - اسنے کنارہ دریا پر بیشمار لشکر اور ہاتہیوں کی مہیب قطاروں
کو اس ترتیب سے صف آرا کیا تہا کہ سکندر کو پار اترنا دشوار ہی نہین -
بلکہ محال معلوم ہوتا تہا - سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند
دستے سواروں کے بعد اپنے محافظ جسم گارڈ وہ سپاہیوں کو ہمراہ

لیکر پوشیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دریا کے پار اترا یہ حال دیکھکر
پورس نے اپنی فوج کی صفون کو کنارہ دریا سے توڑ کر میدان مین لا آراستہ
کیا۔ اور سب سے آگے ہاتھیونکی قطار سد روئین کی طرح کھڑی کر دی صرف راجہ
پورس سے اتنی خامی ظہور مین آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہد ہین کر اسکے علاوہ
وہ من چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کے فن جنگ مین ایسا لائق تھا کہ جیسا
ہونا چاہیے شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بسالت
وجسارت سے مقابلہ کیا۔ لیکن سکندر کے جنگ آزمودہ سوارون اور مقدونیہ کے
قواعد دان پیادونکے سامنے جنکے ہاتھون کے نیزے آفتاب سے
ہمچشمی کر رہے تھے اور جنکے رہبر وہ معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ
سپہ سالار کی تدبیرین تھین بہلا ہندوستان کے راجہ شاہی فوجین کیا
حقیقت رکھتی تھین۔ ایرین لکھتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانین کھیت
رہین اور شہنشاہ منصور کے اسقدر کم آدمی کام آئے کہ خود ایرین کا
قول پایہ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو بیٹے
لخت جگر آنکھون کے روبرو پیوند زمین ہو گئے اور اس نے بذات خود میدان
مین آکر وہ داد مردانگی دی کہ سکندر عش عش کر گیا۔ آخر راجہ گرفتار ہو گیا
کہتے ہین جب راجہ کو سلطان کے سامنے پابزنجیر کر کے لائے تو سکندر
نے اس سے پوچھا کہ "اب تم سے کیا سلوک کیا جاوے" راجہ نے جواب دیا کہ
"جو سلوک بادشاہ بادشاہون سے کرتے ہین"۔ سکندر کو اسکا جواب پسند
آیا اور خوش ہو کر صرف اسکا ملک ہی اسے نہ بخشا بلکہ اس پاس کے مفتوحہ
اضلاع بھی اسے دیدیے۔ اس لڑائی مین یونانیون کو بہت سے ہاتھی بھی
ہاتھہ آئے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یورپ کی بہت سی لڑائیون مین ہاتھی
استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتھیون مین بھی ایک خاص ہاتھی پر سکندر بڑا
خوش ہوا۔ کیونکہ عین قلب لشکر مین جبکہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تھا اس

ہاتھی نے اپنی مقدور سے بڑھ کر دشمن کی افواج کو کچلکر حق نمک ادا کیا تھا یہہ
ہاتھی پورس کی سواری کا خاص ہاتھی تھا چنانچہ اس نے لڑائی مین کسیکو
پاس نہ پھٹکنے دیا۔ اور جو تیر اُسکے بدن مین لگا اُسکو اپنے سونڈ سے
نکالکر پھینکدیا۔ سکندر نے اس ہاتھی کو لیکر اپنے دیوتا سورج کے سامنے
نذر کیا۔ اور پھر اسکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کراکر آزاد کر دیا۔ کتبہ یہہ
تھا: سکندر ابن ایجوپیطس نے یہہ ہاتھی ایجکس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام
پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہین اس واقعہ کے ۳۵۰ سال بعد یہہ ہاتھی
اسی کتبہ سمیت پھر پایا گیا تھا جس سے حکما نے ثابت کیا ہے کہ ہاتھی کی عمر زیادہ سے
زیادہ ۴۰۰ سال تک ہوا کرتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے
دونون کنارون پر دو شہر (یا چھاؤنیان) بالمقابل آباد کئے۔ ایک شہر کا
نام اس فتح کی یادگار مین نائسیا رکھا اور دوسرے کا نام اپنے گھوڑے
بوسیفاس کے نام پر بوسیفالا رکھا کیونکہ یہان سکندر کا پیارا گھوڑا جسنے
تمام جنگلون مین بڑے پیار اور وفاداری سے اس کا ساتھ دیا تھا زخمون
اور تکان سے چور ہو کر مر گیا تھا۔ سکندر نے اُسے بڑی عزت و توقیر
سے دفن کیا اور اسکی یادگار مین شہر آباد کر دیا۔ یہان سکندر
نے ایک ماہ قیام کیا اور پھر یہان سے چلکر فوج بڑی جلد اسی سائینیز (چناب)
کو پہنچی۔ اس دریا کو طالمی پندرہ سٹیڈیا یعنی ایک میل سے زائد عریض
بیان کرتا ہے۔ فوج نے کشتیان اور چمڑے کی مشکیزون کے ذریعہ سے یہان
سے عبور کیا اور سیدھا (راوی) کیجانب رُخ کر لیا۔ کہتے ہین کہ اس سرزمین
یعنی دوابہ رچنا کو ان لوگون نے سخت چکنی مٹی کا ایک چٹیل میدان دیکھا
تھا کہ گھاس کا ایک تنکا دریاؤن کے متصلہ قطعات کے سوا کہین کہین نظر
نہین پڑا فوج نے خشک میدان براہ وزیرآباد طے کر کے دریا سے
ہائی ڈرا اوٹس (راوی) عبور کیا۔ اور لاہور کو بھی دیکھا اس دریا کے اس پار

ایک دوسرا پورس جو ویسا ہی زبردست دشمن نظر آتا تھا آمادہ کارزار
پایا یہ شخص دوابہ رچنا کا تاجدار تھا - اور سکندر کی آمد سے وہ گریان بھاگ
آیا تھا - اسی لئے یونانیوں نے اسے بزدل لکھا ہے - لیکن راوی کی مشرق
کے تمام ہندوستانی بزدل نہیں تھے - چنانچہ کاتھی ایک جنگجو قوم نے سکندر
کو پسپا کرنے کا ارادہ کیا - تین دن کے بعد کوچ سے بمقام سنگالا پہنچا -
جہاں کاتھیوں نے اپنے دمدمہ کو خوب مضبوط کر رکھا تھا - لڑائی زور شور سے
چھڑ گئی اور سخت مقابلہ کے بعد بہادر کاتھی اس وقت دب گئے - معلوم ہوتا ہے
کہ یہ کاتھی لوگ دوابہ لاہور کے متعلقات سے تھے - گنٹ صاحب اس موقع پر
لکھتے ہیں - کہ ضلع امرتسر سے گذر کر قوم کاتھی کو جو سنگالا میں رہتی تھی سر کیا
اب نشان اس شہر کا بجز لی دریافت نہیں مگر غالب ہے کہ واقع باری دوابہ ہوگا
غالباً قوم کاتھی وہ قوم ہے کہ جس سے کشتری یعنی چھتری لوگ پیدا ہوئے ہیں جو
اس عصر کا ایک جنگی فرقہ تھا - مگر بعض کہتے ہیں کہ قوم کتھائی ان لوگوں میں سے تھی
کہ بادشاہ انکا دوسرت راجہ اجودھیا تھا - اس مقام اجودھیا کو کتاب راماین
میں بنام کیکیا دیس لکھا ہے - غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ملک
پاس پاس ایک ہی دوابہ میں واقع ہونگے -

سکندر کو مجبوراً واپس ہونا پڑا

بادشاہ کا ابھی سفر جہات کا شوق ویسا ہی تازہ تازہ تھا - جیسا کہ
مقدونیہ سے روانہ ہونے کے وقت تھا - اب اُسنے ارادہ کیا کہ دریاے ہاسے فلیس
بیاس کو جو عرض بلد شمالی ۲۹ درجہ ۳۰ دقیقہ پر چناب سے جا ملتا ہے
عبور کر جاوے کیونکہ اُسے اطلاع پہنچی تھی کہ ممالک واقع آنروے
بیاس میں دولت و مال بے شمار موجود ہے - اسلئے مقدونی شہریار نے
غالباً گنگا کو اس سفر و مہم کی حد قرار دینا مناسب سمجھا لیکن اسکی یونانی

سپاہی ایک تو پیاپے لڑائیوں اور دور دراز سفرون مین تنگ آ کر چور ہو گئے تھے اور دوسرے ملک بھی جس مین وہ مقیم تھے انہین چندان تو نگر نہین معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ گہبرا گئے اور سمجھے کہ ہم اس دور دراز زمین مین ٹہرون اسے بعید مسافت پر دشمن کے نرغہ مین گنتی کے آدمی ہین سلامتی واپس لوٹ جانے مین ہے ۔ سکندر نے بہتیرا سمجہایا دہمکایا اور دلاسا بہی دیا کہ فوج دریا عبور کرے لیکن نہ نرمی سے کام نکلا اور نہ سختی کارگر ہوئی ؂

سکندر نے اپنے افسرون کو ترغیب و تحریص کی بیفائدہ کوشش کی کیونکہ جیسے سپاہی اپنے ہٹ پر اڑے تھے ویسے ہی افسرون نے کے پورے نکلے سکندر نے سخت غم کیا اور دو دن تک دیوانہ وار ملول اپنے خیمہ مین بند رہا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کا مطلب یہہ نہین تھا کہ روئی زمین پر فتح کرنے کیلئے اور کوئی ملک نہین ملکہ اسواسطے کہ اسکو عمر بہر مین پہلی دفعہ یہہ لگا تہا کہ یونانی غیر فتح کرنے سے ... ن خواہ وہ کیسی ہی ضرورت کے کیون نہ ہون تاہم ممکن ہے کہ رک جاوین ... اور یہہ کہ اس روز پہلی مرتبہ اسکی فوج نے اسکی عدول حکمی کی تھی ۔ جسکا علاج اس وقت اسکے پاس موجود نہین تہا ۔ آخر طوعاً و کرہاً مان گیا ۔ مگر پھر بھی اسکا جی چاہتا تہا کہ کام کو ادہورا چھوڑ کر واپس نہ چلا جاوے ۔ عاقبت الامر اس نے دیوتاؤن کی مرضی دریافت کرنے کیلئے قربانیان گذرانین ۔ لیکن شگون اچھے نظر آئے اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤن کے منشا اور نوکرون کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا اور اسیواسطے مہم سکندری کی بعید ترین فتوحات کی سرحد دریائے بیاس ہی رہا جنوبی یونان مین اس وقت تک مقدونیہ والے کچھہ بڑے بہادر نہین شمار کئے جاتے تھے ۔ لیکن ۔ اس عظیم الشان اور لاثانی مہم مین افسر وہی لوگ رہے ان نمایان فتوحات مین جمہوریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ مین دلاور ان قوم تسلیم کئے گئے تھے) کوئی آدمی شامل نہین تھے

جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تسلی اور جنوبی یونان کے باشندے تھے اورجون جون وہ ملک گیریان کرتا گیا ممالک مفتوحہ کے دیسی باشندونسے سپاہ بہرتی کرتا گیا۔ وہ نظارہ بہی کیا پر لطف ہوگا۔ جبکہ بیس سے زاید یوروپ اور ایشیا کے مختلف ملکون اور قومون کے سپاہی یونانی افسرونکی زیر کمان تاج سکندری کی خیرخواہی مین رزم آزما ہوتے ہونگے۔ جسکا کسیقدر خاکہ اہل انگلستان نے ہندوستان کی فوجون مین آجکل کہینچ رکھا ہے +

جب تمام خدم وحشم سمیت سکندر جہلم کیطرف لوٹا تو یہان کشتیون کا ایک بہاری بیڑا اس لکڑی (اچیڑ) سے جواس دریا کے اوپر کے حصون سے بافراط بہکر آیا کرتی ہے۔ بکے کارپردازون نے پہلے ہی سے تیار کر رکہا تہا۔ سکندر نے یہان پہونچکر اپنی فوج کے تین حصے کئے ایک حصہ کو کشتیون مین بٹہاکر آپ اسکی ہمراہ سوار ہوا اور باقی دو حصون کو دریا کے دونون کنارون پر خشکی مین چلنے کا حکم دیا جہان چناب اور جہلم کا اتصال ہے۔ وہان طوفان دریا سے کشتیون کو سخت صدمہ پہونچا۔ غالبًا یہ جولائی اگست کا مہینہ ہوگا کیونکہ انہین مہینون مین یہان ایسی شدید طغیانیان ہوا کرتی ہین۔ چلتے چلتے ملتان کے قریب ایک قوم سے سخت معرکہ آن پڑا۔ سکندر نے انکی شہر پر حملہ کیا اور سیڑہی لگاکر سب سے پہلے آپ فصیل پر چڑہ گیا۔ چار افسر اور چڑہنے والے تہے کہ سیڑہی ٹوٹ گئی اور اب اسکے سوا چارہ نہ رہا کہ جست کرکے اپنی فوج مین آپڑے۔ یا دشمنون مین جاپڑے۔ الٹا انا حمیت سکندری کو کب گوارا تہا جسم کو تول کر شہر ہی مین کودا کود تے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنون کو یہ گمان ہوا کہ اسکے بدنسے بجلی نکلتی ہے سب کے سب دور دور بہاگنے لگے مگر پہر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر ٹوٹ پڑے۔ سکندر دیوار سے لگکر انکا مقابلہ کرتا رہا۔ اور اتنے مین لڑکے دو افسر پہنچے ساتہ ہو لئے مگر ایک تیر اسکے پسلی مین ایسا لگا کہ زمین پر گر پڑا۔ اسکے بعد اسکے دو افسر جو اسکے ساتہہ کودے تہے اسکی حفاظت کرتے اور دشمن سے لڑتے رہے۔ اتنے مین اسکی سپاہ دروازہ

کہونکہ او کچہہ فصیل پر چڑہ کر شہر مین آ گئی ہے اور سپاہیون نے اپنی ڈہالین سکندر کے
اوپر رکہدین - آخر شہر کو فتح کر لیا - اس لڑائی مین سکندر ایسا زخمی ہوا کہ
جان کے لالے پڑ گئے - کہتے ہین اس جوانمرد کے ایک ایسا تیر لگا کہ آسانی اپنے
ہاتہہ سے نکل نہ سکا - جب معالج تیر نکالنے کے واسطے آیا تو اس نے خادمون کو ہدایت
کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ رکہین تا کہ زخم کو چیر کر تیر نکالنے سے جو حالت
اضطراب او شدت درد سے بادشاہ پر طاری ہو گی وہ عمل جراحی مین حارج ہو
او یا دارُوئے بیہوشی پلایا جاوے - سکندر نے ڈانٹ کر کہا کہ کوئی مجہہ نہ چہوئے
کیا مجہے اپنے بدن پر اتنا بہی قابو نہین کہ اسکو سنبہال سکون - آخر ڈاکٹر نے
زخم چیر کر فراخ کیا اور تیر کا پہل نکالا - مگر سکندر نے اُف نہ کی حتی کہ اس صدمہ سے
غش آ گیا - او چند گہنٹے حالت جان کندنی مین پڑا رہا +

مردان نبرد آزما اور گُردان لشکرکشائی سکندر کے اس دلاورانہ خیال
او فعل کی پوری تعریف کر سکتے ہین - کہ باوجود ایک ایسی عالی منزلت جہاندار ہونیکے
میدان مین مرنا اپنی زندگی کی علت غائی سمجہتا تہا اور ہمیشہ دکہلانا طریقت جنگجوئی
اور شرف دلاوری کے خلاف جانتا تہا اور ہمیشہ اس بلا کی کہ جان جائے پر آن
نہ جائے - بعض مورخ لکہتے ہین کہ یہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تہا او یہ
قوم اس زمانہ مین ملتان مین آباد تہی - چنانچہ اسی لئے اس شہر کا نام ملتان (یعنی مالی ستہان)
ہوا اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر ملتان کو سکندر اعظم کے زور دورہ سے پہلے کا
آباد سمجہتے ہین - جب ایک عرصہ کے بعد سکندر تندرست ہوا تو ۳۲۵ قبل مسیح مین فوج
سندہ او چناب کے مقام اتصال یعنی اُٹ سٹہن پر (جو عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ
۵۵ دقیقہ پر واقع ہے) پہنچی - یہان سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا او
جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا - اور اپنے سپہ سالار فلیقوس کو یہان اپنا
صوبہ قائم مقام قرار دیا - او جسقدر اہل تہریس سپاہی اسکی فوج کے ہمراہ
تہے ان سب کو وہان فوجی خدمت پر تعینات کر دیا +

مہمات بحری

سکندر نے یہان بیڑے کو اور وسیع کیا - اور دریائے سندھ مین آگے بڑھتا
گیا۔ راستہ مین شہر سعدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکھا
اور وہان بھی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قایم کیا۔ وہان سے آگے چلکر راستہ
مین ایک سردار میوزی کینس کا علاقہ آیا - اس نے اطاعت کرلی اور اسکی شہر
مین کچھہ سپاہ بطور محصورین کے قلعہ مین چھوڑ دی گئی - ایک دوسرے رئیس او-
کسیکینس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جوش فضول تھا کہان راجہ بھوج اور کہان
گنگا تیلی آخر سکندر نے اسکے شہرون پر قبضہ کرلیا اور اسکو پابزنجیر کرکے
ہمراہ لیچلا۔ اسکے بعد اسنے سینڈس کی دارالسلطنت سینڈومانا پر تاخت کی اور
اسکو شامل مقبوضات سکندری کرلیا معلوم ہوا یہ شہر غالباً جدید سہوان ہوگا
اس اثنا مین راجہ موسیکنس نے بغاوت کی لیکن جلد ہی قابو آگیا اور سازش
کے سرغنون سمیت پھانسی دیا گیا ✦

ایرین کی تحریر اس موقع پر بڑی مغلق اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات
کی ظلمت پر اس سے کچھہ بہت روشنی نہین پڑتی - مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے
کہ یہان سے سکندر نے ایک جماعت فوج کو مع فیل سوار ہوکر براہ خشکی وسط افغانستان
و بلوچستان سے کرمان کو بھیجا چنانچہ وہ قندھار سے ہوتے ہوئے کرمان واقعہ
ایران مین جا پہونچے - لیکن واقعی سمت اس راستہ کی اب نہین ہوسکتی ✦
بمقام پٹالہ (ٹاٹا ہم) جو دریائے سندھ کے ڈلٹا کا راس ہے سکندر نے
بحری فوج کا ایک قشون قرار دیا - اور ایک شہر کی بھی بنیاد رکھی جو اس کا
ظن غالب تھا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہو جائے گا -
اس جفاکش شہریار نے سندھ کے ڈلٹا کی دونون اطراف کی شاخین
خود جاکر تحقیق کین اس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیز تند و سمندر کی

ایک قسم کی باد مخالف سے اسقدر شدت کی طغیانی پر آتی ہی کہ تجارتی کشتیاں
اسکا بمشکل مقابلہ کرسکتی ہین - چاند کی چودھوین کو مدوجذر اس تیزی سے
چڑھا کہ ۹ فیٹ پانی بلند ہوگیا اور اتنی جلدی اُترا کہ شاہی کشتیاں دم
زدن مین خشکی پر پڑی رہگئین - آخرالامر شاہنشاہ رود سندہ کے دہانہ پر
پہونچا بحرمحیط (بحرہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر مین دور تک سیدھا
چلا گیا - کیونکہ اسکا منشا تہا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر مین دریافت
ہو سکے - وہان سے پہر سندہ کی مشرقی شاخ کو رُخ کیا اور معلوم کیا کہ یہہ راستہ
تجارت کے واسطے بخوبی کارآمد ہوسکتا ہے اور ایصال سمندر پر ایک
وسیع کہاڑی مین آملتا ہے -

نیارکس نامی مشہور ناخدا جو فن جہازرانی مین اُس زمانہ مین شہرۂ آفاق
تہا سکندر کے بیڑے کا سپہ سالار تہا - بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب
باد موافق چلے تو بحری فوج براہ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے +

اِس دلاورانہ سفر بحر کیلئے جو ایسی عہد قدیم مین واقع ہے جبکہ ہم یونانیون
کے ایسے دور دراز سمندر کے جغرافی معلومات اور نیارکس جیسے آزمودہ کار ناخدا
کی لیاقت کو کسقدر سود تعریف کرنا چاہتے ہین - اِس زمانہ کا یونانی جغرافیہ
ہومر کی شاعرانہ کہانیون اور آیو کی مخفیہ آوارہ گردیون کے دامن
مین لپٹا ہوا تہا - اِس عصر کے حکماء کا خیال تہا کہ زمین ایک سطح مستوی
ہے اور چاروطرف سمندر سے محدود ہی اِس لئے یہہ وہمی خیال مشہور تہا کہ
خشکی مین دور تک سفر کرنے سے اسی جگہ لوٹ آتے ہین - چنانچہ سکندر کے
ہمراہیون نے جب دریائے جیحون کو دیکہا تو سمجہے کہ دریائے سینڈی
آس کے کنارون پر پہونچ گئے ہین اور جب دریائے سندہ مین گہڑیال
دیکہے تو خیال کیا کہ دریائے نیل کے کنارون پر آ گئے ہین - فی الواقع
عبور سمندر کا اِس زمانہ مین نہایت عجیب وغریب تہا - کیونکہ کشتیان

اُس زمانہ کی بہت چہوٹی ہوتی تہین۔ اور فن جہاز رانی نے بھی چندان رواج نہین پایا تہا۔ مقدار مسافت بھی معلوم نہین تہی۔ اور کوئی گمان نہ تہا کہ سامان رسد بھی مہیا ہو سکے یا نہ ہو سکے مگر نیارکس نے یہہ ہوشیاری کی کہ کشتیون کو اکثر لب دریا ہی رکہا اور وسط بحر مین نہ ڈالا کیونکہ خواص مقناطیسی (جسکو جہازرانون کا راہنما کہنا زیبا ہے) اس وقت تک دریافت نہ ہوا تہا۔ اور کوئی جہاز یا کشتی وسط آب مین روان کیجاتی تہی۔ بخلاف زمانہ حال کے کہ اب جہان چاہین جہازون کو لیجا سکتے ہین۔ راستہ مین اُنکو رسد کیجانب سے بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران اور ریگستان تہا۔ غرض بصد خرابی فقر و فاقہ وہ جمعیت خلیج فارس تک پہونچگئی۔ اس امر کے تسلیم کر لینے مین یہہ تامل نہین ہے کہ نیارکس نے بحری تجارت کے لئے بحر ہند کو پہلی مرتبہ کہولا تہا جو من بعد آندم سے ایندم تک ایک وسیع تجارت کا مامن و مسکن رہا ❖

دشت گڈروسیا کا سفر اور سوسا کی طرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسر کردگی اپنے لشکر ۳۲۵ قبل مسیح مین ۱۵ ستمبر کے قریب روانہ ہوا۔ سندہ کے ڈالٹا سے بندر عباس (جو خلیج فارس کے کنارہ پر واقع ہے) تک کا راستہ ہاتہیون کے لئے اور ایسی جمعیت کے لئے جسکا سامان رسد کشتیون پر لدا چلا آتا ہو کچہہ برا نہین۔ اسی راستہ کے پہلو بہ پہلو ساٹہہ روز مین سکندر نے بھی اور بیلی کی مغربی حد سے پیکر پورہ (فرگ؟) تک سفر کیا ایک مرتبہ قلت آب سے فوج ایسی تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے ریگستان مین سات روز تک کنوان کہودنے کی تلاش مین پہرا کئے۔ اگر ایرین اور سٹریبو کی تحریرات کو معتبر سمجہین تو اس بنجر غیر آباد جنگل مین اہل سپاہ نے اسقدر تکلفین اور مصیبتین اوٹہائین جو حد بیان سے باہر ہین۔ اور جسکا زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہین ہو سکتا۔ بلکہ

ملک کے ویرانے اور زمین کے ریگستان ہونے سے ہوسکتا ہے ؂

ایک دفعہ دوپہر کے وقت جبکہ دھوپ حرارت سے چیل انڈا چھوڑ تی تھی اور سکندر کا ہر ایک ہمراہی العطش العطش پکار رہا تھا ایک سپاہی بڑی وقت سے ڈھونڈ کر تھوڑا سا پانی سکندر کے واسطے لایا تھا۔ اس جوانمرد بادشاہ نے اس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرا دیا۔ اسکی ہمت مردانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود تو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسی مرے پورہ سے فوج بلا وقت دارالخلافہ کرمان کو روانہ ہوئی۔ یہان کریٹرس بھی سکندر سے آملا۔ جو ایک حصہ فوج فیل سوار لیکر براہ قندہار آیا تھا۔ یہان نیارکس بھی بادشاہ سے آملا۔ اور بیڑہ ہارموزیہ تک جو جزیرہ ہرمز کے مقابل ساحل پر واقع ہے بسلامت لنگر کیا۔ ؂

کرمان سے فوج بسرکردگی ہفیش بمعہ باربرداری اور چند زنجیر فیل کے ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئے۔ کیونکہ موسم سرما جو قریب آرہا تھا۔ یہہ سڑک خاصی چلنے کے قابل تھی۔ بادشاہ خود معہ خاصے کے سپاہیون اور تھوڑی سی فوج کے بمقام پسارگیڈی جہان کیخسرو مدفون تھا گیا جا کر دیکھا تو اس قومی بہادر کی قبر لٹیرون کی غنیمت کی آماجگاہ ہو رہی ہے جو اس بہادر کی عزت کے مطلق پرواہ نہین کرتے جو دو سو سال سے وہان سو رہا ہے اسکا طلائی تابوت جسمین اسکی نعش کسی قسم کی معطر ادویات مین بسا کر رکھی ہوئی تھی کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہے۔ دیکھہ دیکھہ کر ان لٹیرون کے موہنہ مین پانی بھر آیا تھا۔ لیکن تابوت کے صندوق کا اوپر کا تختہ الگ کرنے اور نعش کو باہر پھینکدینے کے بعد ان قزاقون سے بوجہہ زیادہ ہونے کے نہین اٹھہ سکا تھا۔ سکندر نے حکم دیا کہ نعش کے پارچون کو اٹھا کر کے قبر مین رکھدیا جاوے چنانچہ ارسطابوس کہتا ہے کہ اس مرحوم شاہنشاہ کی قبر کی مرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تھا کہ اس بڑے پارسی جنگی

بہادر کی قبر کو آئندہ کے لئے قزاقون کی دست برد سے بچایا جاوے ✦

پسارگیڈی سے روانہ ہوکر سکندر بدسی پولس کو گیا اِس شہر کو سکندر اپنی پچھلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تھا۔ ایرین لکھتا ہے سکندر کو اس شرارت سے جو اس نے پرسی پولس کی آتشزدگی سے کی تھی کچھ رنج نہین ہوا یہان پہنچکر اس نے پیوسسٹس نامی ایک اہل مقدونیہ سپہ سالار کو ایک پارسی جنرل کی بجائے فارس کا صوبہ قرار دیا اور اِس پارسی کو بجرم بد عملی ریاست کے پھانسی دیدیا پیوسسٹس نے نہایت لیاقت اور عقلمندی سے حکومت شروع کی بلکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ سکندر کو اس سے پوری تسکین ہوگئی۔ اُس نے پارسی چال ڈھال رسم رواج اور پوشاک اختیار کرلی اور زبان فارسی مین عمدہ مہارت پیدا کرلی۔ مورخ بیان کرتے ہین کہ پارسی اسکی عملداری سے نہایت خورسند ہوئے۔ اُس زیرک سپہ سالار کی مثال البتہ اِن لوگون کے لئے قابل تقلید ہے جو خوش نصیبی سے ممالک غیر مین منصب حکومت پر ممتاز کئے جاتے ہین ✦

قیام مقام سوسا

آخرکار بمقام سوسا دریائی الائی کے کنارہ پر ۳۲۴ قبل مسیح مین فوج نے اِس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا۔ اور اس وقت فرصت کو شادی کی مجلسون اور راگ رنگ کے جلسون مین بسر کرنے لگے۔ یہان سکندر نے دارا کی بڑی لڑکی بارسن سے اپنی شادی رچائی۔ اور چھوٹی لڑکی اپنے سردار ہیفسٹن کو بیاہ دی۔ ارسطوبولس کہتا ہے کہ اُس نے اوکس کی لڑکی سیرائی سیطس سے بھی اُسی وقت شادی کی۔ اور اِس طرح اسکی عورتین یعنے ایک بخاری اور دو فارسی نسل کی ہوگئین۔ سکندر نے اپنے انہیں بڑے بڑے افسرون مین سے ہر ایک سے ایک ایک ایشیائی عورت منسوب

کردی۔ کریطیرس پرڈیکس طالمی۔ یومنیس نیازکس اور سیلیوکس عورات کا مورخ نے خاص ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ یہہ تمام شادیان حسب دستور ملک فارس رچائی گئین۔ دونون کے واسطے چوکیان رکھی گئین اور دور شراب کے بعد دولہنین جڑاؤ زنانی ٹوپیان کتان کے پاجامے اور ریشمی کرتے پہنے ہوئی آئین جو اپنے اپنے خاوندون کے پاس بیٹھ گئین بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتہہ پکڑ کر بوسہ لیا اور تمام سردارون نے اُنکی تقلید کی اور پہر سب نے ملکر کہانا کہایا۔ سکندر نے ہر ایک عورت کا جہیز بہی اپنی پاس سے دیا۔ باقی جسقدر سپاہیون نے ایشیای عورات لینی چاہین اُنکے نام ایک فہرست مین درج کئے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کیجانب سے اُنہین تحفے تحائف ملے۔ چنانچہ اس فہرست مین دس ہزار سے زاید آدمیون کے نام درج ہو گئے ✤

خواہ مختلف قومون کے اتحاد و اتفاق کے لئے یہہ شادیان کیسی ہی مصلحت ملکی کے قرین ہتین لیکن تاہم اہل مقدونیہ کے سپاہی ان سے بہت آزردہ ہوئے۔ بمقام اوپس دریای ٹائگرس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ کیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپاہیون کو وطن بہیجنا چاہا۔ مگر اُسوقت سپاہیون مین غدر پہوٹ پڑا اور ساری فوج یک زبان ہوکر چلای کہ بہتر ہی اگر تو ہم سب کو معطل کردے اور آیندہ کے لئے اپنے اپ امین کی مدد سے ملک گیریان کیا کرے۔ سکندر یہہ طعنہ سنکر برافروختہ ہوگیا اور کود کر سپاہیون کے بیچ مین جا پڑا اسکے پیچھے چند محافظ جسم سپاہی بہی گہس آئے اور انہون نے تیرہ آدمیون کو جو اس فساد کے سرغنے تھے پکڑ لیا۔ جنکو فے الفور جان سے مارڈالنے کا حکم صادر ہوا پہر فوج کی طرف جو یہہ واقعہ دیکہکر ہراسان ہوئی تہے مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد انہین کفران نعمت کا الزام لگایا اور جتاتہہ بہی کہا کہ تمنے اپنے بادشاہ کی خاطر منغص کی جسنے تمہارے تمام دکہہ درد

ہر وقت اور ہر حالت مین بانٹے۔ اور کامیابی کے انعامات سے تمہارے جیب ودامن مالا مال کر دئے اور اپنے پاس برائے نام فقط تخت کی عزت اور تاج کا سودا رکھ لیا آخر کار اس نے انہین علیحدہ کر دینے کا حکم دیا اور آپ محل شاہی مین جا گھسا۔ دروازے بند کر دئے اور حکم دیا کہ کوئی اندر محل کے نہ آئے حتے کہ محل کی حفاظت کے لئے ایرانی سپاہیون کی گارد کا پہرہ مقرر کیا۔ یونانی سپاہی جھٹ اپنے کئے پر پشیمان ہو گئے۔ اور جوق در جوق محل کے گرد آکھڑے ہوئے۔ انہون نے اپنے ہتھیار پھینکدئے اور رحم سلطانی کے خواستگار ہوئے۔ سکندر نے اس وقت انہین صدق دل سے پچھتاتے ہوئے دیکھکر معاف کیا۔ لیکن بغیس کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل مین برابر رنج چلا آتا تھا۔ چنانچہ اس نے ۱۰۰۰۰ نہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیون کو زیر حکم کریٹرس جو بجائے انطپیطر کے مقدونیہ کا وایسرائے مقرر ہوا تھا وطن کو رخصت کر دیا۔ گو شادی کے جلسون مین بغاوت اور بے امنی کی مجلسین بھی اٹھ کھڑی ہوئین لیکن ناچ رنگ اور تمام قسم کے کھیل تماشے اور نادرات موسیقی جسقدر کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تھے۔ اس آن فان سے جاری رہی کہ ناظرین کو رجھا دیا۔ سکندر کی دانشمندی مین کچھ شک نہین۔ گو فساد پیدا ہو گیا لیکن اسکی رای کی صیانت قابل صد ہزار تحسین تھی اس باہمی مناکحت سے اسکی علت غائی یہ تھی کہ فاتح اور مفتوح قومون مین ایسا پختہ اتحاد قایم ہو جاوے کہ بآسانی اسکا ازالہ نہ ہو سکے اسکے مورخ لکھتے ہین کہ اسکا یہ بھی ارادہ تھا کہ ایشیای لوگون کو یورپین سلاح سے مسلح کر کے طریق جنگ سکھلایا جاوے اور انکو اپنی سپاہ مین شامل کر کے ان سے ایک جدید فوج تیار کیجاوے تاکہ اسکی جان مقدونیہ والون کے قبضہ سے نجات پاوے۔ کیونکہ اہل مقدونیہ کے سپاہی اسکو ایک سی زیادہ مرتبہ طعن دے چکے تھے کہ تو ہمارے سوا کچھ نہین ہے ✦

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور رفاہ عام کے کامون مین ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تہا لیکن اس وقت جبکہ ایک عالمگیر مہم کے بعد کسیقدر فراغت حاصل ہوی تھی اُس نے اِن امور کیجانب زیادہ توجہ منعطف کی۔ قرون سے کشتیون مین بیٹھکر خلیج فارس مین چلا آیا۔ اور دریائے دجلہ و فرات کے ڈلٹا کو بغور دیکہا۔ اور پہر شط العرب سے ہوتے ہوئے دجلہ مین مقام آوپس تک چلا آیا۔ اس دریا مین عہد قدیم سے کئی ایک پختہ بند وار پار اس غرض سے باندہے ہوئے تھے کہ موسم طغیانی مین جب دریا لبریز ہو تو گرد و نواح کی سرزمین کو آبیاری سے شاداب کیا کرے لیکن سکندر کی آرزو ہمیشہ یہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکہکر اس سفر مین اُس نے دریائے دجلہ سے وہ بند جو قدیم معماری کا ایک بے بہا نمونہ تہے منہدم کروادئے اس لئے کہ وہ دریائے اندرونی آمد و رفت سے مزاحم تہے +

سنہ ۳۲۴ قبل مسیح کے اخیر مین سکند بمقام اکبتانہ جو سلطنت کا شمالی دار الخلافہ تہا گیا اسی جگہہ اسکا منظور نظر دوست ہفیسشن مرگیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا بیحد انجہ الم رنج والم ہوا۔ آخر دل برداشتہ ہوکر بابل کو چلدیا +

راستہ مین غم غلط کرنے کے لئے ایک پہاڑی قزاقون کی قوم کو جسکا نام کوسی تہا مطیع کرنا چاہا۔ اس وقت تو بادشاہ نے اپنے زعم مین حسب مراد اس قوم کی بیخکنی کردی لیکن جلدی ہی بعد مین وہ پہر اُٹہہ کھڑی ہوئی۔ سکندر ایسا جفاکش آدمی تہا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے مین خوش ہوتا تہا اور سستی اور بیکاری سے گہبراتا تہا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریباً تمام اطراف واکناف سے مختلف ممالک کے سفیر

ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔

معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتیرا سمجھایا کہ شہر کے اندر جانے مین آپکے لئے سلامتی نہین ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تھا۔ لیکن اُس نے انکی بات کیطرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا۔ معبد عظیم کے کہنڈرات بڑی تباہ حالت مین دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی مرتبہ بابل مین آیا تھا تو معبد بعل کے ازسرنو تعمیر کا حکم دیا تھا۔ لیکن مجاورون نے اسکا کچھہ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کی متعلق تھی۔ یہ بات یہان لکھنی ہی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ سے روانہ ہوکر بابل کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہہ اسقدر طویل مسافت تہی جو نہ تو کسی اور نے اسکی عہد مین یا اس سے پہلے زمانہ مین طے کی تھی گو آجکل کے سیاح بھی اس سی زیادہ سفر کر لیتے مین ؎

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دارالامارت قرار دے اور اس شان وشوکت اور عیش وعشرت مین زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہون کو خواب مین بھی نصیب نہ ہوئی ہو اُس نے بابل کو از سرنو تعمیر کرایا اور دارا کے سنہری تخت پر بیٹھکر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائے درخت لگا ہوا تہا جسکے پتے زمرد کے تھے اور پہل چراغ تہے۔

تاہم اسکے ارادی بڑے بڑے جلیل و عظیم الشان تھے۔ اُس نے ہیرو کلائیڈس کو بہیجا کہ بحیرہ کاسپین پر جاکر جہاز تیار کرے۔ اور دریافت کرے کہ کیا جیسے ہیروڈاٹس ایک سو سال پیشتر کہہ گیا ہے کہ یہہ بحیرہ چارونطرف خشکی سے محیط ہے صحیح ہے یا دوسرے لوگون کا یہہ خیال درست ہے کہ بحیرہ اسود سے پیوستہ ہے بابل مین اس نے ایک بندرگاہ تیار کرایا

تہا کہ جو جہاز خلیج فارس اور دجلہ مین آمد و رفت کرین وہان ٹہرا کرین اور جسطرح ہوسکا آزمودہ کار ملاحون اور جہاز رانون کو اپنی جدید دار الحکومۃ مین بود و باش کرنے کی ترغیب دی و لاکر جمع کیا - اسکی یہہ بہی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئین - اور وہان کے لئیے خانہ بدوش قبیلی (بدوی) مطیع کئے جائین لیکن اسکے کسی ناخدا نے راس میکاٹا سے جو واخلہ خلیج فارس پہ واقع ہے آگے بڑہنے کا حوصلہ نہ کیا -

بابل کے سرسبز میدانون مین زراعت و فلاحت کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تہا جسکی تسہیل کے لئے اُس نے بہت سی نہرین آبرسانی کے لئے کہدوانے کا بندوبست کرلیا تہا - اور ایام طغیانی دجلہ مین سیل کا فضول پانی خارج کردینے کے لئے پلیکوس نالہ کو زیادہ وسیع اور کارآمد بنالیا تہا +

سکندر کی وفات

اِسی اثنا مین جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی مہم پر تلا بیٹھا تہا کہ پیام اجل آیا اور دِل کے ارمان دِل ہی مین رہی کہ چلدیا - مورخ اسکی وفات کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہین جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین مین جہاز رانی کے کارخانون کے لئے کام کروا رہا تہا تو زیادہ محنت کرتے سے بخار چڑہ آیا جہنے دنون کی کثرت مے نوشی سے ضعف پہلے ہی موجود تہا جس سے بخار اور تیز ہوگیا - ایرین نے اسکی بیماری کے روزانہ حالات قلمبند کئے ہین - پہلے تو اُس نے کسی طبیب سے معالجہ نہین کرایا - نوروز تک اُس نے خود ہی کوشش کی کہ کسی طرح بخار اُتر جائے چنانچہ بخار چڑہنے کی کچھہ پرواہ نہ کی اپنی سپہ سالارون سے اپنے ارادون کا ذکر کرتا رہتا اور کبھی میڈیس سے چوپڑ کہیلنے لگتا - ہر روز خود بخود اُٹھکر غسل اور قربانی گذارنے کے لیئے سوار ہوکر چلا جاتا تہا - آخر کار بخار شدت سے چڑہنے لگا اور ہمارے بہادر

کی کوئی بہادری پیش نہ گئی - جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اس وقت اسکے بولنے کی طاقت بھی سلب ہو چکی تھی - اسکا آخری کام یہہ تھا کہ اس نے اپنی انگلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اوتار دی اور پرڈکیس کے حوالہ کردی یہہ بھی تواریخ مین لکھاہے کہ ابھی طاقت گفت کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کس کے ہاتھہ مین دیجاتے ہو - سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ "جو سب سے بہادر ہے" - ؟

سپاہیون نے جب اس آخری وقت کا حال سنا تو گھبرائے ہوئے محل کے گرد آجمع ہوئے - اور ایک طرف سے چپ چاپ اپنے مرتے ہوئے سردار کے بستر مرگ کے پاس سے ماتمی حالت مین ہو دیانہ گذرتے گئے - مگر سکندر اشارات سے انہین جتلاتا رہا کہ اُسے اُنسے کس قدر محبت تھی - اسکے جرنیل سرآلیس کے معبد مین رات کو اس خیال سے جاکر سوئے کہ شاید انہین خواب مین معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد مین لانے سے آرام ہوجاوے تو اُسے لایا جاوے لیکن وہان سے بھی پتہ لگا کہ وہین رہنے دو -

یہہ نوجوان شاہنشاہ عین عالم شباب مین ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر مین اس عالم فانی سے رہگرائے عالم باقی ہوا - اس عرصہ مین جبسے اُس نے ہوش سنبھالی اسکی تلوار ہمیشہ چہرہ کی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے مین مشغول رہی - اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تھا لیکن خواہ یہہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہے اسکے کارنامے ایسے وسیع ہین کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے *

کہتے ہین جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اُس نے اپنی والدہ کو وصیت لکھی کہ پیاری اماں! مین اب وہان جاتا ہون جہان ہرکولیز اور اچیلز جیسے چل بسے ہین - مین ایک ایسی نیند سونیوالا ہون کہ جسکا کوئی انجام نہین - مین تم سے بمنت التماس کرتا ہون کہ میری مفارقت کا رنج

مین اپنی جان کو تکلیف نہ دینا - اور ایک وصیت کرتا ہون کہ جب میرے ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہون اور دستر خوان پر کہانا کہانے کیلیے بیٹہین تو اُس وقت تم نے سب حاضرین سے کہنا کہ میری بیٹے کے توشہ سے وہ شخص کہانا کہائین جنہین عمر بہر مین کوئی غم دامنگیر نہوا ہو" - جب سکندر کی والدہ کو یہہ خط پہونچا اور اُس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکہا کہ تمام مہمانون مین سے ایک بہی ایسا نہین نکلا جو اِس قید غم سے آزاد ہونے کا دعوی کرے اور دستر خوان کیطرف ہاتہ بڑہائے - سکندر کی والدہ نے اُس سے یہہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اِس وصیت سے فقط یہہ تہا کہ میرے جوانان مرگ کے بعد والدہ میرے غم والم مین مبتلا نہ رہے +

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام مین اس پہرتی سے کام کئے مین کہ گویا اُسے معلوم تہا کہ اُسکا خاتمہ قریب ہی ہے - گو اِس نے بہت کچھ کیا اور ۳۲ سال کی مختصر سی مدت مین **اعظم** کہلائے جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم دلمین سینکڑون ارمان لیگیا - اُسکا ارادہ تہا کہ ساری عالم کو زیر نگین کر کے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پہر ہندوستان مین نئی فوج ایسی بہرتی کر کے لیجاوے جو ستلج سے آگے بڑہنے سے کبہی جی نہ چرائے مگر زبردست موت نے اُسکو فرصت نہ دی کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی پیش بین کیون نہ ہو جب اپنے دلمین سکندری فتوحات اور مہمات کو باترتیب رکہکر اُنکے عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کری تو اُسے یہہ باور کر لینے مین کبہی تامل نہین ہوگا کہ اگر یہہ شہریار نامدار کچھہ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہو جاتا - افسوس اسکے مرگ بے ہنگام نے اسکی سب ارادون کو خاک مین ملا دیا - اِس موت کا سبب کہین یہی شیوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اِس کا کوئی وقت نہین اور نہ کوئی موسم ہی - سکندر کی افواج وعساکر

سے تمام متوسلین اور ارکان و اقران سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا نوحہ پڑھتے اور حسرت سے سر دھنتے تھے :-

نوحہ

پتون کے بھی گر جانیکا ہے وقت معین | پھولون کے بھی مرجھانیکا ہے وقت معین
کملاتے ہین گل چلتی ہے جب باد بہاری | پتون کو گراتی ہے ہوا جب فصل خزان کی
چھپنے کا ستارون کے بھی ہے وقت مقرر | چھپتے ہی نکل آتا ہے جسدم شہ خاور

پر تیرا کوئی وقت مقرر نہین اے موت

دن اس لیئے اللہ نے بنایا ہے کہ اسمین | دنیا کے ہمین کام جو کرنے ہون وہ کرلین
اور شام کو فارغ ہو وظائف سے سب احباب | تفریح و مسرت کے فراہم کرین اسباب
شب خواب کے آرام کی راحت کیلئے ہے | اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہے

قبضہ مین مگر تیرے سبھی وقت ہین اے موت

ہے مجلس دعوت کا بھی اک وقت مقرر | ہے محفل عشرت کا بھی اک وقت مقرر
جوش خوشی و دعوت احباب کا ہے وقت | فرط طلب عیش و مے ناب کا ہے وقت
ہے وقت کہ سب یار غم و رنج و الم سے | ہلکا کرین رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پر موت کی سب وقت ہین جب چاہے چلی آئے

وہ غنچہ خوش رنگ جو ہے حاصل گلزار | نوخیز جوانان گل اندام و خوش اطوار
مرجانے کے قابل نہین معلوم جو ہوتے | جب نام ترا سنتے ہین ہنس دیتے ہین سنکے
پر موت تو ایسی نہین رحم آئے جو تجھکو | مہان کو جوان ہونے سے پہل جانے دی انکو

رحم اور تامل تجھے کرنا نہین آتا

معلوم ہمین حال نیا زیج قمر ہے | کہسار پہ مرغون کے اترنے کی خبر ہے
آتی ہے خزان جب تو سمجھ لیتے ہین ہم سب | تیار ہوا چاہتی ہین کھیتیان سب اب
پر وہ بھی کوئی ہے جو بتا دے ہمین اتنا | موت آئیگی اس وقت جتا دے ہمین اتنا

کوئی نہین ایسا نہین ہرگز کوئی ایسا

کیا وہ ہے تیرا وقت کہ جب باد بہاری ۔ سرگوشیاں کرنیکو شگوفے سے ہے چلتی
یا جبکہ گلسرخ کی سرخی نہیں رہتی اس وقت تو اے مرگ زبردست ہے آتی
ایسا نہیں ان سب کا ہے اک وقت مقرر پر ہمکو تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے آکر

اے سب سے زبردست اور اے صاحب قدرت

تمون سے تموج ہو ہوا مین جہان پیدا امواج سمندر کے زبرو نہ ہو جس جا
پر امن گھر مین جہان دیکھو وہان تو ہے راہون سفر مین جہان دیکھو وہان تو ہے
دریا پہ ہون خشکی پہ ہون گھر مین ہون سفر مین ہم ہون کہین اے موت مین پر تیری نظر مین

تو چھوڑتی پیچھا کسی حالت مین نہین ہے

احباب سے احباب جہان ملتے ہین آکر پر امن مکانو مین ہیجھے پاتے ہین وہانپر
میدان مین جنگجو کا ہے میدان تیرا گرم سرداروں کے سر کٹتے ہین تو ہوتی نہین نرم
افلاک پھٹے جاتے ہین بگلون کی صدا سے لاکھون کٹے جاتے ہین جہان بندی خدا کے

وہان دیکھو تو سرگرم ہے تو کام مین اپنے

سکندر کی وفات سے بڑی صحت سے پایۂ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ دنیا اور اسکے مال و دولت کی کچھ حقیقت نہین - کجا وہ تزک واحتشام اور کجا وہ تباہی و بربادی کہ تمام زن و بچہ اسکے مع والدہ اسکی کے عرصہ قلیل مین ہلاک کئے گئے - اور تمام سلطنت سپہ سالارون اور رئیسون مین تقسیم ہو گئی - جو ملک جسکے ہاتھہ لگا اُس نے دبا لیا - مگر ہان نام اسکا کوئی نہ دبا سکا - اور وہ اقبال سکندری فقط خواب وخیال رہ گیا - یہان بیساختہ یہہ شعر یاد آتا ہے ؎

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالمگیری
کتنے دن آپ جیا جس لئے دارا مارا

سکندر کا سراپا - چلن - مزاج اور صفات و عادات

ایک مورخ سکندر کا سراپا اسطرح لکھتا ہے - سکندر قوی الجثہ خوشنما

آدمی تہا۔ بدن خوبصورت سڈول اور مضبوط۔ اعضا متناسب۔ قد و قامت متوسط۔ سر ذرا سا ایک پہلو کو مائل۔ آنکھین خوبصورت جنمین تیزی چمکتی تہی اور بشرہ مردانہ حسن و ملاحت اور دلاوری سے بہرپور تہا۔ ہمیشہ قلب جنگ مین اسکے سر پر کا سفید طرہ اسکی شاہانہ پیشانی پر عجب بہار دکہاتا تہا۔ سکندر اپنے عصر کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تہا۔ ملک گیری اور شہرت کا وفور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارنامون کی تقلید نے سکندر کے دل مین پیدا کر دیا تہا حد بیان سے باہر ہے۔ گو مغلوب الغضب تہا لیکن اپنے کئے پر جہٹ پشیمان اور اپنے قصور کا قائل ہو جاتا تہا۔ اسکی فیاضی بہی اس قابل تہی کہ اسکی تعریف کیجاوے۔ ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تہی اچیلز اور ہرکولیز سے کوئی سبقت لیجاوے۔ چنانچہ ہمیشہ اسکا یہی قاعدہ تہا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوار کے ساتہہ بالین کے نیچے رکہتا تو اُسے نیند آتی تہی۔ غرور جسکو گذشتہ زمانہ کی خوبیون مین شمار کرتے ہین۔ اور جو درحقیقت اس زمانہ مین جبکہ شریفانہ طور پر استعمال کیا جاتا تہا تو مغرور آدمی کو زیبا معلوم ہوتا تہا۔ سکندری صفات مین ایک متین رکن تہا ذاتی جرات جسکو اوسان سے مخاطب کرتے ہین اور جو بہادر آدمیون کی لازمی صفت ہے کچہہ کم نہ تہی۔ جب بچہ تہا تو اُسے جوہر فروشی سکو بہوسی فیلس جیسے وحشی کی پشت پر جا بیٹہایا اور جب بڑا ہوا تو اسے کے ذریعے اپنی خودرائی اور مغرور فوج کا انتظام اور اہتمام کرتا رہا۔ جسقدر اُسے نظم سے محبت تہی اسی قدر علم کو بہی چاہتا تہا۔ اسکی زبان مین غضب کا جادو بہرا تہا۔ جس سے اُس نے بارہا اپنے سپاہیون کو جنگ کی جلتی آگ مین کود پڑنے پر آمادہ کیا۔ اور اپنے ذہن رسا سے ایسی ایسے پرخطر واقعات پر صائب رائی جمائی کہ جن مین بڑے بڑے خرانٹ اہل الرائے حواس باختہ ہو جایا کرتے۔ وہ دیوتاؤن کی ہمیشہ تعظیم

وتکریم کرتا اور اپنے آپ کو انھین شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا - بلکہ ساعی رہتا کہ دیوتاؤن مین شمار کیا جاوے - بلکہ اُس نے یونانیون سے اپنی پرستش بھی کرانی چاہی - اتھینز کے باشندون نے تو جبرا قہرا منظور کرلیا - لیکن سپارٹا والون نے کہلا بھیجا کہ اگر سکندر دیوتا ہے تو ہوا کرے طبیب کی سرگرمے اور خوش آیند امیدون کے برآنے سے ہمین ایک ایسی جدید روح پیدا ہوگئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر مستعد کردیتے اور بیشک یہہ وہی روح تھی جو نپولین کی آنکھون مین پھر جاتی تھی اور جس نے اسکو مشرقی ممالک مین سکندر کا ہمسر بنا دیا اور ہمین ماننا پڑتا ہے کہ اسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحون کے سینے گرم کئے ہین کہ جس سے انھین ایسی عالی رتبے ملی +

ایک مورخ لکھتا ہے کہ بہیئت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ اور اسکی قوائے ذہنی کو مکمل کہنے مین ہمین مطلق تامل نہین - اگر انصاف سے رائی زنی کیجاوے تو اسکا دنیا کے وجیہہ ترین عورتون کی عزت اور حمایت کرنا علی العموم مقید و شمنون سے نرمی اور خندہ روی سے پیش آنا اور اسکی سچی سپاہیانہ دلیری بہر حال ہماری تعریف کے مستحق ہین - واقع مین اسکے قوائے ذہنی بڑے اعلے درجہ کے تھے جو دو چیزین ایک روشنضمیر بیدار مغز آدمی مین موجود ہونی ضروری ہین یعنے صحیح قوت فیصلہ اور صاف قوت متخیلہ - وہ اسمین موجود تھین جیسا وہ باہر سے زرہ بکتر سے مضبوط تھا - ویسا ہی اندر سے اسکی قلبی جسارت اور خداداد ہمت نے اُسے مستحکم کر رکھا تھا اور علاوہ اسکے اسکی سپاہیانہ شباہت پر وہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر لٹکتا رہتا تھا اور بہی عجیب شاندار کہلاتا تھا -

عہد سکندر سے آجتک زمانہ کئی صدیان پھلانگ آیا ہے اسواسطے

اس وقت سے اُس زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہین ہو سکتا۔ اُس زمانہ مین شراب خوری کوئی جرم نہین سمجھا جاتا تھا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تھا۔ اِس لئے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہین رہتا تھا۔ ایسی حالت مین اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوئے ہین اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا۔ اور پرسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا۔ بیشک بہت بُرے کام ہین +

تاہم اسکی کبھی نہ ہارنے والی ہمت اور جسارت اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکے لاثانی نظم کی قدردانی اور اسکی کریم النفسی ایسے امور نہین ہین جو نظرانداز کئے جائین اور اُنکے سوا اسکی خدمت مین دنیا کے اطراف واکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیرون کا حاضر ہوکر تخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دینا ایسا کام ہے کہ جسکے لئے ہم بھی اسکی قدردانی کرین ایک معتبر جرمن فاضل نے سکندر اعظم کے جولیس قیصر (شاہ روم) پر خیالات کی صفائی۔ چلن کے بے رو رعایت اور کریمانہ کارروائی فنون کی نادرات کی قدردانی اور اسکے اپنے لفظون مین ریاست کی روح وروان ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ مگر آزنار صاحب جنکی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنکی رائی بوجہ ایک سچے اہل دل ہمدرد ہونے کے بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اسقدر تعریف کرتے ہین کہ ہمین بے شک اسکو لکھنے کا حوصلہ پڑتا ہے وہ کہتے ہین "عہد قدیم مین سکندر سب سے بڑا آدمی تھا" +

مورخون نے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجائے مشرقی قومون کے سکندر کو مغربی اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا۔ اگر ان امور کو مدنظر رکھا جاوے کہ اسکی مملکت کی وسعت۔ اسکے عاقلانہ حکمرانی اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہونچی ہوئی تھی تو

تو ہمیشہ یقین پڑتا ہے کہ جو کام اس سے ظہور میں آئے ہیں اگر وہ ملتے بھی بڑی
بڑے کام کرنا چاہتا تو آثار بھی ضرور بکامیابی ختم کرتا۔ لیکن یہ بھی قیاس
پیدا ہوتا ہے کہ اگر مغرب میں چلا جاتا تو مغربی تہذیب کو جو ابھی طلوع
ہونے لگی تھی مشرق والوں سے کوئی نقصان پہنچتا۔ مگر تقدیر کو ابھی منظور
تھا کہ ایک اور صدی تک مشرقی دنیا کو روما والوں کے قانون انکی معاشرت
اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرے ٭

اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا فائدہ ہوا
یعنے مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہوگئے۔ مگر سکندر کی
نسبت اُسکے جانشین اس قسم کے فائدہ کے پہنچانے میں زیادہ متوجہ
رہے کیونکہ سکندر کی علت غائی ملک پر فتح کرنے سے فقط چشم حرص کا
کاسہ پُر کرنے سے تھی۔ اس موقع پر بعض لوگ بالکل متناقض
خیال کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکندر میں صرف جنگ و جدل کی
لیاقت ہی تھی۔ معاملات ملکی کے سلجھانے کی قابلیت نہیں رکھتا
تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسکو معاملات ملکی میں دخل دینے کی
اجل نے مہلت ہی نہ دی۔ ورنہ اسکی خداداد لیاقت سے ملکی انتظام
کی درستی کچھ بعید نہ تھی۔ وہ ارسطو کا شاگرد اسکندریہ
کا بانی اور نیارکس کے بحری سفر کا تجویز کرنے والا وہ شخص تھا۔ جس نے
نیزہ و شمشیر جھونکنے اور ملک گیری کے دوران میں بھی علوم
کو فراموش نہ کیا۔ وہ عقل جسکے زیر سایہ تمام ممالک محروسہ کا انتظام
اور اسکے وسیع ممالک کا اہتمام بڑے سلیقہ سے کیا ہوا تھا۔ ملکی حکومت کی
بھی ویسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ہاں ہم اس قدر وثوق سے اس بات کا
اقرار نہیں کرسکتے کہ وہ اس کام میں بھی سیزر یا نپولین کا ہمپلہ
تھا۔ وہ شہر جنکی بنیاد سکندر نے ایشیا کے مختلف مقامات پر رکھی

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر ایک نہایت معتبر کتاب پر اسطرح مندرج ہے



گو پہلے صفحہ پر سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگین بت سے نقل کیگئی۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر وسیلہ حاصل کیگئی ہے

(محبوب عالم)

...عمر سوانح عمری (طبع پنجم) قیمت - (۱ر)
...ہ کی سوانح عمری:- عرفان اور
...رہنما ہے - - - - (۲ر)
...ندری:- سکندر اعظم شہنشاہ مقدونیہ
...معتبر اور قابل دید سوانح عمری بالتصویر
- - - - - - (۱۲ر)
...انجن کے موجد:- جیمس واٹ صاحب
...ت بالتصویر - - - - (۲ر)
...علامی کا تذکرہ:- شہنشاہ اکبر
...کے خیر خواہ دوست مدبر اور انشا پرداز
قیمت - - - - - (۱۲ر)
...ڑی کی سچی سرگذشت:- اس
...کی تعریف اسکے نام سے ظاہر ہے۔ ایک مشہور
...نے قلم سے لکھی ہوئی سوانح عمری جیمز
...زمانہ بھر کی شراب کی بدولت تکلیفات
...اٹھا کر توبہ کرتا ہے قیمت - - - (۱۲ر)
...گارفیلڈ کی بالتصویر سوانح عمری
...ایک غریب اور مشہور اور بڑا آدمی ایک کشتی
...لڑکا کس طرح پریذیڈنٹ ہوگیا۔ (۱۲ر)
...سطو:- کی بالتصویر سوانح عمری قیمت
- - - - - (۲ر)
...رئیس:- معلم ثانی حکیم بوعلی سینا کی
...ی - - - - (۱۲ر)
...طس:- ... کی بالتصویر
...عمری - - - - (۱۲ر)

سوانح عمری شاہ نادر:- ایشیا کے سپاہی
بادشاہ اور مدبر کے حالات - - - (۱۲ر)
سوانح عمری مارٹن لوتھر:- پروٹسٹنٹ
مذہب کے بانی یورپ کے بڑے ریفارمر کی زندگی
کے حالات قیمت - - - - - - (۲ر)
مسٹر گلیڈسٹون: انگلستان کے وزیر اعظم
کے حالات - - - - - - (۲ر)
تذکرہ شیکسپیئر: انگلستان کے ملک الشعراء
کی سوانح عمری - - - - - (۱۲ر)
ووان ہمبولٹ: مشہور عالم علوم طبعی کی سوانح عمری
قیمت صرف - - - - - - (۲ر)
شہنشاہ بابر:- کی زندگی کے دلچسپ حالات
قیمت - - - - - (۲ر)
جون آف آرک: ایک بہادر فرانسیسی عورت کے
حالات - - - - - (۲ر)
ڈیوڈ لونگسٹون: افریقہ کے مشہور سیاح
کے حالات - - - - - (۲ر)
حکیم کنفیوشس: چینی مشہور پیشوا کی سوانح عمری (۲ر)
حالات ذوق: شیخ ابراہیم ذوق ملک الشعراء
ہند کے حالات بڑی تحقیق اور تدقیق کیساتھ قلمبند
کئے گئے - - - - - (۱۲ر)
تذکرہ محمود: سلطان محمود غزنوی کی سوانح عمری (۱۲ر)
جان ملٹن: ملک الشعراء انگلستان کی سوانح عمری
قیمت صرف - - - (۱۲ر)
حالات سودا: ملک الشعراء ہند مرزا رفیع سودا مشہور ہجوگو کے

پیسہ اخبار لاہور

جس میں ہر ہفتہ ولایت اور ہندوستان کے چیدہ سے چیدہ انگریزی
سے بہت سے نادر اور دلچسپ مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کر
اور جسکو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ سے زیادہ عمدہ اور
خبریں بہم پہنچانیکا فخر حاصل ہے بوجہ اپنی نہایت ارزان قیمت
ہر دلعزیزی پالیسی گئے۔

دکیونکہ اسکے خریداروں کو صرف ۲ روپے قیمت سالانہ پیشگی
ادا کرنے پر ہر سال ایک بیش قیمت کتاب مفت نذر
ہے) ؛

ہندوستان کے تمام اردو اخبارات میں زیادہ
والا ہے اور اسی لئے اہل تجارت کے لئے اشتہار
کیواسطے ایک بے نظیر ذریعہ ہے ؛

رسالہ زمیندار و باغبان و بیطار

جو کہ ہندوستان بھر میں بلحاظ زراعت - باغبانی - علاج المویشی صنعت و حرفت
مضامین کا اکیلا بالتصویر اردو رسالہ ہے ایک قابل قدر پرچہ ہے قیمت سالانہ عوام سے تین
طالبعلموں اور زمینداروں سے تین روپیہ اور رؤسا اور حکام سے پانچ روپیہ ہر ایک ہندوستانی
کا فرض ہے کہ اس مفید رسالہ کی امداد کرے اور اپنے فرض سے سبکدوش

المشتہر مہتمم رسالہ زمیندار باغبان و بیطار و غیرہ